فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں زمان کرم رسالہ معظم مؤلفہ جناب مولانا مولوی سید محمد طاہر صاحب مدنی المسمی بہ

صمصام الذاکرین
علی
رؤس المنکرین

۱۳۲۲ ہجری

حسب فرمایش جناب مولوی محمد رضوان الدین سلمہ الرحمن بکمال صحت و اہتمام

باہتمام مالک در مطبع تیغ بہادر لکھنؤ طبع شد

قیمت فی جلد .... ۴ .... محصول .... ذمہ خریدار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی نور قلوبنا بذکر لا الہ الا اللہ وابصر عیوننا بشہادۃ ان محمدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ الاطہار واصحابہ الکبار ما دامت اللیل و النہار

اما بعد عرض کرتا ہی خادم اولیاء اللہ الغنی سید محمد طاہر مدنی ابن سید محمد اکرم المدنی خادم حرم نبی جلیل بواب باب جبرئیل کہ مین نے بعض علماء ہند کو پایا کہ جہلاً وعناداً حضرات سالکین ذاکرین طالبین شاغلین پر طعن کرتے ہین اور ذکر جہر کو بدعت سیئہ قرار دیتے ہین پس بعزم اظہار حق وابطال باطل کوشان ہوا کہ بشواہد منقول ودلائل معقول اس اللہ والے گروہ کی نصرت کرون لہذا یہ رسالہ جسکا نام صمصام الذاکرین علی رؤس المنکرین تصنیف عارف معارف طریقت واقف مواقف شریعت صاحب المجد والتعظیم مولانا حضرت سیف الدین سید محمد ابراہیم ابن حضرت پیر مصطفی صاحب سابق سجادہ نشین بغداد شریف واخلاء اولاد حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی سے ہی بحسب فرمائش وترغیب صاحب فضل و احسان مولوی محمد رضوان سلمہ الرحمن بزبان اردوی سلیس بطور احسن وطرز نفیس چھپواکر شایع کیا کہ سالکان صادق کو اطمینان ہو اور نصیب اہل جہل وتعصب ندامت وخسران یہ رسالہ اکیس چالیس کتب معتبرہ سے منتخب ہی اور سکے تین مقالے اور ایک خاتمہ مقالہ اولی فضائل ذکر مین مقالہ ثانیہ اثبات ذکر بالجہر مین مقالہ ثالثہ تردید دلائل منکرین مین۔

فصل اول فضائل ذکر کے بیان مین واضح رہے کہ بہترین حسنات و افضل ترین
عبادات اللہ کا ذکر ہے قال اللہ تعالیٰ ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر۔
فرمایا اللہ تعالیٰ نے تحقیق نماز باز رکھتی ہے بےحیائیون اور برائیون سے اور اللہ کا ذکر بہت
بڑا ہے آیۂ مذکورہ مین بظاہر نماز پر ذکر کی فضیلت مذکور ہے مگر باریک بین نگاہون پر مخفی
نہین کہ تمام عبادتون پر فضیلت ذکر آیۂ کریمہ سے ثابت ہے اس طور پر کہ جب ذکر نماز سے
بھی بڑا ٹھہرا یا موجب فضل نماز بھی ذکر قرار پایا اور نماز دوسری عبادتون سے افضل ہے
پس ذکر بدرجۂ اولےٰ تمام عبادتون سے افضل ہے جیسا کہ حدیث مین وارد ہوا الصلوۃ
خیر موضوع نماز تمام مشروع امور سے خیر ہے پس بحسب شکل اول منطقی جو بدیہی الانتاج ہے
نتیجہ نکلا کہ نماز تمام عبادتون سے افضل ہے اس لیے کہ ذکر بہتر ہے نماز سے اور نماز بہتر ہے
تمام عبادات سے پس ذکر بہتر ہے تمام عبادات سے اور یہی مقصود ہے عن ابی الدرداء
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم بخیر اعمالکم وازکاھا عند ملیککم وارفعھا
فی درجاتکم وخیر لکم من انفاق الذھب والورق وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقھم
ویضربوا اعناقکم قالوا بلیٰ قال ذکر اللہ (رواہ الترمذی وابن ماجۃ واحمد)
ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
کیا مین تمکو وہ عمل نہ بتا دون جو اللہ تعالےٰ کے حضور مین تمھارے تمام اعمال سے
خیر اور پاکیزہ تر ہو اور تمھارے درجے زیادہ بلند کر دے اور چاندی سونے کے خرچ
کرنے سے بھی زیادہ اچھا ہو اور اس امر سے بھی بہتر ہو کہ تم کافرون سے لڑو اور
انکی گردنین مارو اور وہ تمھاری گردنین مارین کہا حاضرین نے ہان (یا رسول اللہ
بتا دیجیے) فرمایا اللہ کا ذکر یعنے ذکر اللہ بھا اور خیرات وغیرہ تمام نیکیون سے

افضل ہے وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما صدقۃ افضل من ذکر اللہ
(رواہ الطبرانی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کوئی صدقہ اللہ کے ذکر سے افضل نہین ہے وعن عبداللہ بن بسر قال
قال رجل یارسول اللہ ان شرائع الاسلام قد کثرت علینا فانبئنی بشیئ
اتشبث بہ قال لایزال لسانک رطبا من ذکر اللہ رواہ الترمذی
عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
عرض کی یارسول اللہ شرائع اور طرق اسلام کے تو مجھپر بہت ہو گئے آپ کوئی ایسی
چیز بتا دین کہ مین اُسے مضبوط پکڑ لون فرمایا ہمیشہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے
وعن معاذ بن جبل قال آخر کلام فارقت علیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان قلت ای
الاعمال احب الی اللہ قال ان تموت ولسانک رطب من ذکر اللہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ کہا وہ پچھلی بات جسپر مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جدا کیا
(یعنی پھر مشرف بہم کلامی نہین ہوا) یہ تھی کہ مین نے عرض کیا اللہ کے حضور مین کونسا
عمل زیادہ تر محبوب ہے فرمایا یہ کہ تو مرے اور زبان تیری اللہ کے ذکر سے تر ہو (یعنی
خاتمہ تیرا اللہ کی یاد پر ہو) وعن ابی سعید ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سئل ای العباد افضل
وارفع درجۃ عند اللہ یوم القیٰمۃ قال الذاکرون اللہ کثیرا والذاکرات قیل یارسول اللہ و
من الغازی فی سبیل اللہ قال لو ضرب بسیفہ فی الکفار والمشرکین حتی ینکسر ویختضب
دما فان الذاکر للہ افضل منہ درجۃ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضور سے سوال کیا گیا کون بندہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے حضور مین بلند مرتبے
والا ہے فرمایا زیادہ یاد کرنے واسلے اللہ کے اور زیادہ ذکر کرنے والیان عرض کیا گیا

دکیا یہ ذاکر غازی سے بھی افضل ہے جو اسکی راہ مین لڑے فرمایا اگرچہ اپنی تلوار کفار و مشرکین مین یہانتک مارے کہ ٹوٹ جاسئے اور خون مین رنگین ہوجائے تو بھی اللہ کا ذکر کرنے والا اس سے افضل ہے مدارج مین وعن عبد اللہ بن بسر قال جاء اعرابی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ای الناس خیر فقال طوبی لمن طال عمرہ وحسن عملہ وقال یا رسول اللہ ای الاعمال افضل قال ان تفارق الدنیا ولسانک رطب من ذکر اللہ (رواہ احمد و الترمذی) عبد اللہ بن بسر روایت ہے کہا انھون نے کہ آیا ایک اعرابی پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عرض کیا کون سا آدمی بہتر ہے فرمایا بشارت ہو اسے جسکی عمر زیادہ ہوئے اور اسکے اعمال اچھے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ کون کام بہتر ہے فرمایا یہ کہ دنیا کو چھوڑے اور تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو وعن معاذ بن جبل ما عمل العبد انجی لہ من ذکر اللہ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا انھون نے نہین عمل کیا بندے نے عذاب الٰہی سے زیادہ نجات دلانے والا اللہ کے ذکر سے وعن ابی موسی الاشعری لو ان رجلا فی حجرہ دراھم یقسمھا واخر یذکر اللہ کان الذاکر للہ افضل (رواہ الطبرانی) ابو موسے اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اگر ایک آدمی ہو کہ اسکے گود مین درہم ہون جنکو وہ خیرات کر رہا ہو اور دوسرا آدمی اللہ کا ذکر کرتا ہو تو اللہ کا ذکر کرنے والا افضل ہوگا وروی الحاکم ان خیار عباد اللہ الذین یراعون الشمس والقمر والنجوم والاظلۃ لذکر اللہ حاکم نے روایت کی ہے کہ تحقیق اللہ کے بندون مین بہتر وہ ہین جو چاند اور سورج اور تارے دن اور سایون کی رعایت اللہ کے ذکر کے لیے کرتے ہین (یعنی رات دن کے وقتون کا شمار اور لحاظ رکھتے ہین کہ اللہ کے ذکر سے خالی نہو جائین یا اُنکے معینہ وظائف قضا نہون ف بیشک ایسے

حضرات جو ایک ایک آن کا حساب رکھتے ہیں اور اللہ کے ذکر سے خالی نہ جانے دیں وہی ذاکر ہیں جو بتعلیم حضرات صوفیہ رضی اللہ عنہم اذکار و اشغال میں مشغول و محو ہو گئے ہیں) وعن انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لان اقعد مع قوم یذکرون اللہ تعالیٰ من صلوۃ الغداۃ حتی تطلع الشمس احب الی من ان اعتق اربعۃ من ولد اسمٰعیل ولان اقعد مع قوم یذکرون اللہ تعالیٰ من صلوۃ العصر الی ان تغرب الشمس احب الی من ان اعتق اربعۃ (رواہ ابو داؤد) اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر میں اس قوم کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ تعالے کا ذکر صبح کی نماز سے آفتاب نکلنے تک کیا کرتے ہیں تو میرے نزدیک اس امر سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ چار آدمی آزاد کروں اور وہ اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے ہوں اور اگر میں ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ تعالے کا ذکر نماز عصر سے آفتاب ڈوبنے تک کیا کرتے ہیں تو مجھے اس سے زیادہ محبوب ہی کہ میں چار غلام آزاد کروں ٭ اقوال سلف صالحین حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے ذاکرین پر بوقت ذکر وتلاوت قرآن کے تجلی فرماتا ہے۔ اور حضرت محمد بن الحنفیہ سے منقول ہے کہ فرشتے ذکر سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں جس طرح بجلی چمکنے سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں یعنی ذکر الٰہی سے ایسے انوار غالبہ وتجلیات قویہ ظاہر ہوتے ہیں کہ فرشتوں کو چکا چوند لگ جاتی ہو جیسے آدمی بجلی کے چمکنے سے آنکھیں بند کر لیتا ہو اور اس نور غالب کے دیکھنے کی تاب نہیں لاتا اور امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی قوم ذکر الٰہی کے لیے نہیں جمع ہوتی اس حال میں کہ ایک بھی انھیں کا جنتی ہو مگر اللہ تعالے اُسے ساری جماعت کے لیے

شفیع بنادیتا ہے اور سبکو اُسکی برکت سے بخشدیتا ہے جیساکہ حدیث مین وارد ہوا
ھم قوم لا یشقی جلیسھم اللہ کی یاد کرنے والے وہ لوگ ہین جنکا ہم نشین محروم
نہین رہتا ہے ۔ بدا را بہ نیکان ببخشد کریم ۔ اہل تصوف نے فرمایا ہے للذکر
بدایۃ وہی توجہ صادق ولہ توسط وھو نور طارق ولہ نہایۃ وھی حال خارق ولہ اصل وھو
الصفا ولہ فرع وھو الوفا ولہ شرط وھو الحضور ولہ بساط وھو العمل الصالح ولہ خاصۃ وھی الفتح المبین
یعنی ذکر کے لیے ابتدا ہے اور وہ توجہ صادق ہے کہ ذاکر بصدق نیت وتوجہ خالص اللہ کو
یاد کرے اور وسط ہے اور وہ نور طارق ہے یعنی درمیان کی حالت مین انوار اُسپر
طاری ہوتے ہین طارق رات مین آنے والا یعنی رات کو جو وقت نزول
رحمت وتوجہ خاص حضرت حق ہے اُسپر انوار طاری ہوتے ہین ۔ اور ذکر کے لیے
انتہا ہے اور وہ حالت ہی جو عقل کو حیران کردے کرامات کے ظہور اور برکات
کے وفور اور اسرار کے انکشاف سے جو نور ہے بالاے نور اور ذکر کے لیے اصل ہے
اور وہ صفاے قلب وتذکیہ روح ہے وانکشاف تام ومعرفت وفتوح ۔ اور ذکر کے
لیے فرع ہے اور وہ وفا ہے یعنی ثمرہ اُسکا یہ ہے کہ بندہ وفادار عابد فرمان پذیر بنجاے
یا اللہ تعالے اپنے وہ انعامات اُسپر پورے کرے جسکا اُسنے خاص بندون کو امیدوار
کیا ہے ۔ اور ذکر کرنے کی شرط ہے اور حضور ہے یعنی یاد مین ایسا محو ہو کہ سہو بھول
جاے تمام افعال وسکنات حوادث لیل ونہار کسی پر اُسے توجہ نہو جیساکہ فرمایا
لا تلھیھم بیع ولا تجارۃ عن ذکر اللہ نہ بیع نہ تجارت نہ کوئی شغل انکو اللہ کے ذکر سے غافل
کر نہین سکتا حضور دائم وحال قائم شرط ہے جیساکہ بعض بزرگون سے منقول ہے کہ ہمنے
کسی شے کو نہین دیکھا مگر اللہ کو اُس سے پہلے اور اُسکے بعد دیکھا ۔ اور ذکر کے لیے

مجھونا ہے اور وہ اعمال صالحہ ہین یعنے جس طرح بدون بساط قیام نازیبا ہے ذکر بدون اعمال صالحہ نہ قرار پاتا ہے نہ فائدہ دیتا ہے اور ذکر کے لیے خاصہ ہے اور وہ فتح یمین ہے یعنی تمام کام ذاکر کے دینی ہون یا دنیاوی درست ہوجاتے ہین دشمن نفس وشیطان مطیع ومنقاد ہوجاتا ہے یہ اعلی مدارج ولایت وتقرب وقبول ہے - حضرت ابوسعید خزاز رحمہ نے فرمایا اذا اراد اللہ ان یوالی عبدا فتح لہ باب الذکر فاذا استلذ بالذکر فتح علیہ باب القرب ثم رفعہ الی مجلس الانس ثم اجلسہ علی کرسی التوحید ثم رفع عنہ الحجب وادخلہ دار الفردانیۃ وکشف عنہ الجلال والعظمۃ فاذا انظر الجلال والعظمۃ بقی بلا ھو فحینئذ صار فانیا بریئا عن دعاوی نفسہ محفوظا للہ تعالی جب اللہ تعالے چاہتا ہے کہ اپنے کسی بندے سے دوستی کرے اسپر دروازہ ذکر کا کھولدیتا ہے یعنی توفیق کثرت ذکر عطا ہوتی ہے پھر جب بندے نے ذکر سے لذت پائی اسپر دروازہ قرب کا کھولدیا جاتا ہے پھر اسے مجلس انس کی طرف بلند کرتا ہے یعنی اللہ تعالے جل جلالہ سے انس وتعلق اسے پیدا ہوجاتا ہے اور اسکے غیر سے وحشت بڑھتی ہے پھر اسے توحید کی کرسی پر بٹھلاتا ہے یعنی سچا موحد ہوجاتا ہے جمیع اقسام شرک خفی وجلی سے دور کردیتا ہے یا جس طرح اسکی ذات پاک بیمثل ویکتا ہے یہ بندہ بھی قرب وحضور وفضائل وکرامات مین بیمثل ویگانۂ عصر ہنجاتا ہی اور حجاب اٹھا دیے جاتے ہین عظمت لاہوت وجلال جبروت وفنائے عبودیت واسرار معرفت کھل جاتے ہین اور حق سبحانہ تعالے اسے حضرت فردانیت مین داخل کرلیتا ہی یعنی محرم راز فردانیت بنجاتا ہی اور آنکھون سے دیکھ لیتا ہی کہ لا الہ الا اللہ ھو الاول والاخر والظاہر والباطن - اللہ نور السموات والارض شعر

چو خورشید عظمت علم برکشد ٭ جہان سر بجیب عدم درکشد + بایہ ذاکر خود متفرد

ویگانہ عنصر بنجاتا ہے اور اُس پر جلال و عظمت کھل جاتے ہین تو جب بندہ اللہ کے جلال و عظمت پر نظر ڈالتا ہو اپنے وجود اور خودی سے خالی ہو کر باقی بقائے آلہی رہ جاتا ہی اور یہ وجود فانی فانی ہوجاتا ہے اور اپنے وعادی نفس سے بری ہوجاتا ہی اُسکے تمام افعال حرکات وسکنات ارادات اللہ کے لیے محفوظ ہوجاتے ہین جیسا کہ حضرت موسی کے حق مین فرمایا واصطنعتک لنفسی ہمنے تمکو اپنے ہی لیے بنایا ہی اور بعض صوفیہ کا ارشاد ہی الذکر تریاق المذنبین وانس المنقطعین وکنز المتوکلین وغذاء الموقنین وحلیۃ الواصلین ونور العارفین وبساط المقربین وشراب المحبین ذکر تریاق سے گناہگارون کے لیے کہ گناہونکا زہر دور ہوجاتا ہے اور انس ہی اُنکے لیے جو دنیا سے قطع کیے ہوئے ہین اور توکل کرنے والونکا خزانہ ہے اور یقین والون کی غذا ہے اور اللہ سے ملے ہوون کا زیور ہے اور عارفون کے لیے نور ہی جسکی چمک مین اسرار وجمال آلہی نظر آتا ہے اور مقربان بارگاہ کا بچھونا ہے اور اللہ کے دوستونکے لیے شراب ہے جو اُنکے عشق و ذوق کو بڑھائے۔ عطا رحمہ اللہ سے منقول ہے من جلس مجلسا یذکر اللہ فیہ کفر اللہ عنہ عشرۃ مجالس من مجالس السوء جو کسی مجلس مین بیٹھے کہ اُسمین اللہ کا ذکر کرے اللہ تعالے اُس سے دس بری مجلسون کا گناہ اُتار دیتا ہے۔ اور سید ابو علی الدقاق فرماتے ہین الذکر منشور الولایۃ فمن وفق للذکر فقد اعطی منشور الولایۃ ومن سلب الذکر فقد عزل ذکر پروانۂ ولایت ہی تو جسے ذکر کی توفیق دی گئی فرمان ولایت کا ملگیا اور جس سے ذکر کی رغبت لے لی گئی معزول ہوگیا **ف** حدیث مین بھی اسکی تصدیق ہے من احب شیئا اکثر ذکرہ جو کسی شے کو محبوب رکھتا ہے اُسکا ذکر اکثر کیا کرتا ہی۔ اور فرمایا امام قشیری نے لا یصل احد الی اللہ الا بدوام الذکر کوئی اللہ تک نہین پہونچتا مگر ہمیشہ ذکر کرنے سے اور

دوسری جگہ فرمایا الذکر عنوان الولایۃ ومنار الوصلۃ وتحقیق الارادۃ وعلامۃ صحۃ البدایۃ
ودلالۃ صفاء النہایۃ ذکر عنوان ولایت ہو اور نشان وصال ہے اور ارادے کا
محقق کرتا ہے اور سلوک مین صحت ابتدا کی علامت ہو اور انتہا کی صفا کی دلیل ہے
علامہ فخر الدین رازی رسالہ روح البیان مین لکھتے ہین اگر دو آدمی چلین ایک پورب
سے پچھان کیطرف اور مال راہ خدا مین خرچ کرتا ہو اور دوسرا پچھان سے پورب جائے
اور برابر جہاد و قتال کرتا ہو تو بھی اللہ کا ذکر کرنے والا اُن دونون سے افضل ہوگا اجر و
ثواب مین - بالجملہ آیۂ کریمہ احادیث نبویہ و اقوال صلحا سے معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی تمام
حسنات و عبادات سے بہتر ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف مین جابجا ذکر
کرنیکے لیے ارشاد فرماتا ہے اور غفلت پر انواع عذاب سے ڈراتا ہے فاذکرونی اذکرکم
تم مجھے یاد کرو مین تمھین یاد کرون اور فرمایا فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا
پس اللہ کو یاد کرو جس طرح اپنے باپ دادا کا ذکر بعد فراغ حج کیا کرتے ہو بلکہ اُس سے
کہین زیادہ فرمایا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون اللہ کو یاد کرو تاکہ فلاح پاؤ ف
معلوم ہوا کہ ذکر وسیلہ ہے نجات کا اور کامیابی کا جیسا کہ کلمۂ فلاح سے ظاہر ہے فرمایا
یا ایہا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا و سبحوہ بکرۃ و اصیلا اے ایمان
والو اللہ کو یاد کرو بہت یاد کرنا اور اُسکی تسبیح کرو صبح شام حضرت عبد اللہ بن عباس
فرماتے ہین کہ نہین فرض کی اللہ تعالیٰ نے کوئی عبادت اپنے بندون پر مگر یہ کہ
اُسکے لیے حد معین کر دی ہے اور عذر کی حالت مین معذور فرمایا ہو بخلاف
ذکر کے کہ نہ اُسکے واسطے حد معین ہے نہ کوئی اُس سے معذور سوائے دیوانے
کے اور حکم کیا ذکر کا ہر حال مین جیسا کہ فرمایا فاذکروا اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبکم

نپس اللہ کو یاد کرا ُٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے اور فرمایا واذکروا اللہ کثیرًا یاد کرو اللہ
کو بہت رات مین دن مین خشکی مین تری مین صحت مین مرض مین ادر چھپے کھلے۔
جیساکہ حضور نے معاذ سے فرمایا واذکر اللہ عند کل شجر وحجر اللہ کو ہر درخت اور
پتھر کے پاس یاد کیا کر یعنی ہر جگہ اور ہر آن اور ہر حال مین۔ اور مجاہد رضی اللہ عنہ
سے منقول ہے کہ ذکر کثیر یہ ہو کہ خدا کو کسی وقت نہ بھولے ایساہی معالم مین ہے
اور ارشاد باری تعالے واذکروا اللہ بکرۃ واصیلا یاد کرو اللہ کو صبح شام اور وسبح
بحمد ربک بالعشی والابکار اپنے رب کی حمد کی تسبیح رات دن کیا کران تمام وجوہ سے
سمجھا گیا کہ اگرچہ ہر وقت ذکر اللہ کرنا چاہیے مگر صبح شام لازم تر ہے اسی وجہ سے
حضرات شاذلیہ قدس اسرارہم نے صبح و شام حلقۂ ذکر معین فرمایا ہو دوسرے
اوراد و وظائف پر اسے مقدم سمجھا ہے پس جو لوگ جہل وضلالت سے ان حلقون پر
طعن کرتے ہین جو احادیث صحیحہ سے ثابت اور مشایخ کبار کے معمول ہین یہ سراسر نازیبا ہے

فصل دوم بیان فوائد ذکر مین واضح رہے کہ فوائد و تاثیرات ذکر قرآن و احادیث
مین جابجا مذکور ہین سبکا جمع کر لینا دشوار مگر بعض بعض اُنمین سے لکھے جاتے ہین **فائدہ اولے** صفائے قلب کا حاصل ہونا حدیث مین وارد ہوا لکل شئی صقالۃ وصقالۃ
القلب ذکر اللہ ہر شے کے لیے صیقل ہے اور دل کا صیقل اللہ کا ذکر ہے **فائدۂ ثانیہ**
دفع غموم و کفائت ہموم غم دور ہون اور مشکلین آسان حدیث قدسی مین ہو عبدی
اذکرنی ساعۃ بالغداۃ وساعۃ بالعشی اکفیک ما بینہما میرے بندے مجھے یاد کر تارہ تھوڑی
دیر صبح کو اور تھوڑی دیر شام کو مین صبح شام کے درمیان کے وقتون مین تجھے بس
ہون یعنی تیرا معین و کارساز رہونگا ایساہی بدور الساطعہ مین ہو من شغلہ ذکری

عن مسألتی اعطیته افضل ما اعطی السائلین یعنے جسے میرے ذکر نے ایسا مشغول
کر دیا کہ مجھسے بھی اپنا سوال نہ کر سکے تو مین اُسے بہتر اُن چیزونکا دیتا ہون جو مانگنے
والون کو دیتا ہون ایما عبد اطلعت علی قلبہ فرایت الغالب علیہ التمسک بذکری تولیت سیاستہ
وکنت جلیسہ وانیسہ یعنے مین جس بندے کے دل کو جھانکتا ہون اور دیکھتا ہون کہ
کہ میرا ذکر اُسپر غالب ہی اور ہر دم وہ میری یاد سے تمسک کرتا ہی تو مین خود اُسکے
انتظامات کا متولی ہوجاتا ہون کہ اُسکے کام سرسبز رہین اور مین خود اُسکا ہمنشین
و ہمدم بنجاتا ہون یہ طہارت قلوب مین سے **فائدہ ثالثہ** خدا ذاکر کو یاد فرماتا ہے
فرمایا فاذکرونی اذکرکم مجھے یاد کرو مین یاد کرونگا تمکو اور حدیث قدسی مین ہے
فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہ
بندہ مجھے اگر اپنے جی مین یاد کرتا ہے مین بھی اُسے مخفی یاد کرتا ہون اور اگر بندہ مجمع
مین مجھے یاد کرتا ہے تو مین بھی اُسے مجمع مین فرشتون کے یاد کرتا ہون جو اُسسے
اچھے ہین یحییٰ بن معاذ فرماتے ہین اے جاہل اے غافل اگر سنتا تو آواز قلم کی
جب وہ لوح محفوظ پر چلتا ہے تیرے ذکر کے ساتھ تو تو شادی مرگ ہوجاتا **فائدہ رابعہ**
طمانیت کا حاصل ہونا فرمایا الا بذکر اللہ تطمئن القلوب جان لے کہ اللہ کے ذکر سے
دل مطمئن ہوجاتے ہین اور یہ وہ مقام ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ التحیۃ والتسلیم
باوجود مقام رسالت و خصوصیت خلت کے اُسکے خواستگار ہوئے عرض کی
ولکن لیطمئن قلبی تاکہ میرا دل تیری قدرت کاملہ پر مطمئن ہوجائے جو شخص مقام طمانیت
پر پہونچتا ہے صاحب نفس مطمئنہ ہوجاتا ہے اور وساوس شیطانی اور ہواجس نفسانی
سے محفوظ رہتا ہے فرمایا یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ

اے نفس مطمئنہ رجوع کر اپنے رب کی طرف خوش اور پسندیدہ اور اطمینان تب ہی حاصل ہوتا ہے کہ مدارج علم ویقین قوی اور کامل ہون اور یہ کمال مشاہدے پر موقوف ہے پس گویا آیۂ کریمہ مین وعدہ فرمایا گیا ہے کہ جگر سوختگان شوق بفحوائے من احب شیئا اکثر ذکرہ جو کسی شئے کو دوست رکھتا ہے اسکا ذکر زیادہ کیا کرتا ہے اسی عالم مین شربت دیدار سے سیراب کیے جاتے ہین چنانچہ امام المجتہدین سراج المسلمین حضرات امام اعظم اور حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے حالات مین لکھا ہے کہ یہ حضرات عالم رویا مین دولت دیدار خداوندی سے مشرف ہوئے **فائدہ خامسہ** قرب حضرت حق و مجالست الٰہی چنانچہ حدیث قدسی مین آیا انا جلیس من ذکرنی مین اسکا ہمنشین ہون جو میرا ذکر کرے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان اللہ تعالیٰ یقول انا مع عبدی اذا ذکرنی وتحرکت بی شفتاہ مین اپنے بندے کے ساتھ ہون جبتک مجھے یاد کرتا رہے اور میرے نام سے اسکے لب متحرک رہین **فائدہ سادسہ** نزول سکینہ و رحمت وغشیان ملائکہ حدیث مین وارد ہوا ما جلس قوم یذکرون اللہ الا حفتھم الملائکۃ وغشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینۃ کوئی قوم اللہ کے ذکر کے لیے نہین بیٹھتی مگر اسے فرشتے گھیر لیتے ہین اور رحمت ڈھانک لیتی ہے اور سکینہ اسپر اترتا ہے **فائدہ سابعہ** مقام محبوبیت الٰہی کا حاصل ہونا حدیث مین آیا من اکثر ذکر اللہ احبہ اللہ جو اللہ کا ذکر بہت کرتا ہے اللہ اسے محبوب بنا لیتا ہے ما زال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ بندہ ہمیشہ میری طرف عبادات نافلہ سے تقرب حاصل کیا کرتا ہے یہان تک کہ مین اسے محبوب بنا لیتا ہون۔ طہارت القلوب مین توراۃ سے منقول ہے یقول اللہ تعالیٰ اذا کان الغالب علی عبدی الاشتغال

فی جعلت نعیمہ ولذتہ فی ذکری احببنی واحبہ ورفعت الحجاب بینی وبینہ لا یسہو واذا سہی الناس اولئک کلامہم کلام الانبیاء اولئک الذین اذا اردت باھل الارض عقوبۃ ذکرتہم فصرفت عنہم اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جب بندے کا شغل میری ذات مین زیادہ ہو جاتا ہے مین اسکی لذت اور نعمت اپنے ذکر مین بنا دیتا ہون وہ مجھے دوست رکھتا ہے مین اسے دوست رکھتا ہون اور میرے اسکے درمیان مین سے پردے اُٹھا دیے جاتے ہین وہ اللہ کو اُن حالون مین بھی نہین بھولتا ہے جبکہ دوسرے آدمی بھول جاتے ہین یہی لوگ ہین جنکی باتین پیغمبرونکی سی ہین یہی لوگ ہین کہ جب مین زمین والون پر عذاب بھیجنا چاہتا ہون (انکی سرکشی اور معصیت سے) تو انکو یاد کرتا ہون اور عذاب آدمیون سے پھیر دیتا ہون (یعنی انکی برکت سے انکے طفیل سے عذاب دور کر دیتا ہون) **فائدۂ ثامنہ** حاصل ہونا نجات کا قرآن مین ہے اذکروا اللہ ذکرا کثیرا لعلکم تفلحون اللہ کا ذکر بہت کیا کرو تاکہ تم نجات و فلاح پاؤ **فائدۂ تاسعہ** اجر عظیم کا حاصل ہونا فرمایا الذاکرین واللہ اکرات اعد اللہ لہم مغفرۃ واجرا عظیما ذکر کرنے والے مرد اور عورتین اللہ نے انکے لیے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھے ہین **تنبیہ** اگر ذاکر کو بدایت حال مین ثمرات و برکات ذکر محسوس نہون تو چاہیے کہ بحکم آیت لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون اللہ کی رحمت سے مایوس نہین ہوتی مگر قوم کافر رحمت خداوندی سے مایوس نہو اور سعی و مجاہدہ سے تقصیر نہ کرے کیونکہ ظہور نتائج مذکورہ اخلاص و مداومت پر موقوف ہے لہذا سیدی ابن عطاء اللہ اسکندری لطائف الحکم مین تحریر فرماتے ہین لا تترک الذکر لعدم حضورک مع اللہ فیہ لان غفلتک عن وجود ذکرہ اشد من غفلتک فی وجود ذکرہ فعسے

ان يرفعك من ذكر مع وجود غفلة الى ذكر مع وجود يقظة ومنه الى ذكر مع وجود حضور ومن ذكر مع وجود حضور الى ذكر مع وجود غيبة عما سوى المذكور وما ذلك على الله بعزيز نہ چھوڑ ذکر اس لیے کہ تجھے اللہ کا حضور میسر نہیں آتا حالت ذکر میں اس لیے کہ تیری غفلت اسکے ذکر کے وجود سے سخت زیادہ ہے اس سے کہ اسکے ذکر میں تجھے غفلت ہو (یعنی لذائذ ذکر سے غفلت اسقدر سخت نہیں ہے جیسا کہ نفس ذکر سے غفلت) امید ہے کہ باوجود اس غفلت کے تجھے ایک ذکر سے دوسرے ذکر کیطرف جس سے تو بیدار اور ہوشیار ہو بلندی دیں اور اس ذکر سے بلند کریں باوجود حضور کے دوسرے ذکر کیطرف اور ایک ذکر سے باوجود حضور کے دوسرے ذکر کیطرف رہنمائی کریں جس سے تو غائب ہے اور یہ اللہ پر گران نہیں ہے (یعنی اگر ذکر میں حضور نہو تو مایوس نہو شاید کسی دوسرے ذکر و حضور کیطرف جس سے تو غافل و غائب ہو رہنمائی کیجائے حضرت قطب الواصلین سراج الذاکرین مولانا سیدی الشیخ شمس الدین المکی المدنی شاذلی دام ظلہ علی رؤس المسترشدین اس قول کے شرح میں افادہ فرماتے ہیں ای لان ذکر الغفلة اذا اقبل الفقیر علیہ وداوم لابد ان تظہر ثمرتہ وھی ذکر الیقظة التی ھو نعت العقلاء وکذلک اذا داوم علی ذکر الیقظة لابد من ظہور ثمرة ذلک وھی ذکر الحضور الذی ھو صفة العلماء الاعلام واذا داوم علی ذکر الحضور وصابر علیہ کل المصابرة ظہرت لہ ان شاء اللہ تعالیٰ ثمرات ذلک وبرکاتہ وھی الغیبة عما سوی المذکور الذی ھو مرتبة العارفین المحققین من اولیاء اللہ تعالیٰ قال اذکر ربک اذا نسیت ای اذا نسیت ما دون اللہ تعالیٰ وغبت عنہ فعند ذلک تکون ذاکراللہ وفی ھذا المقام ینقطع ذکر اللسان ویکون العبد محوا فی وجود العیان وقد قال اللہ تعالیٰ ولمن خاف

مقام ربہ جنتان فالجنۃ الاولی للذاکرین اہل الحضرۃ الربانیۃ وہی جہۃ العارف
وقد عجل لہم الجنۃ الاولی جزاءً لہم لاشتغالہم بذکرہ کما ورد فی الحدیث من شغلہ ذکری
عن مسألتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین ولذا قال سیدی ابن عطاء اللہ
جل ربنا ان یعاملہ العبد نقدًا فیجازیہ نسیئۃ فکما ان الذکر اعظم القربات کذلک
المعرفۃ باللہ من اعظم المنح والعطایا فالجزاء من جنس العمل ہل جزاء الاحسان الا الاحسان
یعنی ذکر غفلت کیطرف جب فقیر توجہ کر لیتا ہے اور ہمیشہ اُسے کیا کرتا ہو تو ضرور ہی اُسکا
پھل ظاہر ہوتا ہے اور وہ پھل یہ ہے کہ بیداری کا ذکر حاصل ہوجاتا ہی اور یہ صفت ہے
عاقلون کی (یعنے بے لذت وحضور و بدون توجہ قلب اللہ کا نام لیتے لیتے بیداری و
حضور سے مشرف ہوجاتا ہے اور یہ ذکر شان ہے عاقلون کی) اور ایسے ہی جب بیداری
کا ذکر برابر کیا کرتا ہے اُسکا ثمرہ بھی ضرور ہی پیدا ہوتا ہے اور وہ ثمرہ ذکر حضور ہے جو
شان ہے بڑے بڑے علما کی اور جب ذکر حضور پر مداومت اختیار کی اور اُسپر صبر کئے رہا
صبر کامل تو انشاء اللہ تعالےٰ اِسکے نتیجے اور برکات بھی ظاہر ہونگے اور وہ یہ ہے
کہ سوا اے مذکور یعنے وہ ذات جسے یاد کیا کرتا تھا اور تمام خلق سے بے تعلقی وغیبت
حاصل ہوجائے اور یہ مقام ہے عارفان محقق کا اولیاء اللہ سے فرمایا اللہ تعالےٰ
نے اپنے رب کو یاد کر جب تو بھول جائے یعنے ماسوائے اللہ کو اور انسے غائب و دور ہوجائے
اب تو ذاکر اللہ ہوجائیگا اور اِس حال مین زبان کا ذکر بند ہوجاتا ہے اور بندہ چشم دید
انوار مین محو ہوجاتا ہے ؎ حضوری مین پھر یاد کا ذکر کیا ٭ تصور مین موجود کی
فکر کیا ٭ اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے جو ڈرا اپنے پروردگار کے حضور مین کھڑے
رہنے سے یعنے بازپرس قیامت سے اُسکے لیے دو جنتین ہین تو جنت پہلی

اُنکے لیے ہی جو حضور بانیہ مین مشغول ذکر ہین اور یہ طریقہ ہے عارف کا اور اُنکے لیے پہلے
جنت جلد دی گئی انعام اُنکا ہی کہ اُسکے ذکر مین مشغول رہا کرتے تھے جیسا کہ حدیث مین
وارد ہوا جسے میرے ذکر نے دعا و سوال سے بے پروا کر دیا مین اُسے وہ عطا کرتا ہون
جو سوال کرنے والونکی عطا سے افضل ہو اور اسی لیے کہا سیدی ابن عطاء اللہ نے کہ ہمارا رب برتر ہے
اس سے کہ بندہ تو اس سے نقد کا معاملہ کرے (یعنی بندگی اب کرے) اور پروردگار اُسے نسیہ سے عوض دے
(یعنی انعام اُسکا آیندہ پر اُٹھا رکھے بلکہ دنیا مین بھی تلذذ و حضور سے سرفراز فرمائیگا اور آخرت
مین بھی مراتب علیا سے ممتاز کریگا) جس طرح ذکر اعظم ترین عبادات و تقربات ہی اللہ کی معرفت
اعظم انعامات و عطیات ہی پس جزا جنس عمل سے ہوگی (یعنی جیسی مزدوری ویسا ہی انعام) جب
بندہ اللہ کو یاد کرے تو مولی بھی اُسے یاد فرمائے جب بندہ ہر دم اُسکے سامنے رہے لو لگائے مولے
بھی اُسے دور نکرے اور مزید توجہ فرمائے اس لیے کہ نیکی کا بدلا نہین ہی مگر نیکی **فصل سوم غفلت**
کی آفتونکے بیان مین غفلت کی آفتین بیان سے زیادہ ہین دو چار عرض کرتا ہون اگر
در خانہ کس ست حرفی بس ست **پہلی آفت** حسرت و افسوس و پشیمانی قیامت مین حدیث مین آیا
عن ابی ھریرۃ ما من قوم جلسوا مجلسا تفرقوا منہ ولم یذکروا اللہ فیہ الا کانما تفرقوا عن
جیفۃ حمار وکان علیھم حسرۃ یوم القیامۃ ابو ہریرہ سے مروی ہی کہ جو قوم کسی مجلس مین بیٹھکر
بدون اللہ کا ذکر کیے متفرق ہو جائے وہ ایسی ہی جیسے کہ کوئی مرا ہوا گدھا کھاکر متفرق ہو اور یہ صحبت
قیامت مین اُنپر حسرت ہو جائیگی ما مشے احد ممشے لم یذکر اللہ فیہ الا کان علیہ ترۃ وما اوی
احد الی فراشہ لم یذکر اللہ فیہ الا کان علیہ ترۃ کوئی شخص کسی راہ مین نہین چلا کہ اُسمین
اللہ کو یاد نہ کیا ہو مگر وہ چلنا اُسپر گناہ و وبال ہو جائیگا اور کوئی اپنے بستر پر آرام نہین کرتا کہ اللہ
کا ذکر نہ کیا ہو مگر یہ کہ اُسپر گناہ و وبال ہوگا ع دلے کو غافل از وے یک زمان است ؎

درآخرم کا فرستادنهان است + جب مجالس و مکان کی یہ حالت ہو تو مواقف حشر مین کیا ہوگا
حدیث مین وارد ہوا لا یتحسر اهل الجنة فی الجنة الا علی ساعة مرت بهم ولم یذکروا الله فیها
اہل جنت جنت مین حسرت نکرینگے مگر اُس ساعت پر کہ اُنپر دنیا مین گزری تھی اور اُسمین اسکا ذکر
نکیا تھا۔ دوسری آفت بارگاہ قرب آلہی سے مطرود ہونا صاحب الحکم نے لکھا ہو کیف
یطمع ان یدخل حضرة الله وهو لم یتطهر من جنابة غفلاته جو اپنی
غفلت کے گناہون سے پاک نہین ہوا وہ کیونکر امید کرتا ہو کہ اللہ تعالی کے حضور مین جا سکیگا
جس طرح مجنب مسجد اور نماز سے ممنوع ہے غافل قرب و حضور سے محروم تیسری آفت شیطان کا
غافل کے دلپر غالب ہوجانا اور وسوسے ڈالنا بہکانا حدیث مین وارد ہو الشیطان جاثم علی
قلب ابن ادم فاذا ذکر الله خنس واذا غفل وسوس شیطان آدمی کے
دل پر جما ہوا ہو پس جب اللہ کو یاد کرتا ہو ہٹ جاتا ہو اور جب غافل ہوا وسوسے ڈالتا ہو بلکہ غفلت
خود آثار غلبہ شیطانی سے ہو قرآن مین ہو استحوذ علیهم الشیطان فانساهم ذکر الله اولئك
حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان هم الخاسرون مسلط ہوگیا اُنپر شیطان تو بھلادیا
اُنکو اللہ کا ذکر یہ گروہ شیطان کا ہو آگاہ ہو کہ بیشک گروہ شیطان کا نقصان پانے والا ہو اس
آیت سے کئی باتین معلوم ہوئین ۱ یہ کہ خدا کے بھول جانے کا نتیجہ یہ ہو کہ شیطان مسلط ہوجاتا ہے
۲ یہ کہ جو ذکر آلہی سے غافل ہین وہ گروہ شیطانی مین داخل ہین ۳ یہ کہ یہ گروہ اہل خسران سے
ہی بلکہ خیبت و خسران اسی گروہ کے لیے مخصوص ہی جیسا کہ تقدیم ضمیر ہم سے ظاہر ہو پس بطور
مفہوم مخالف و بطریق حصر اور مفہوم ہوا کہ نجات و فلاح ذاکرین ہی پر محصور ہے کما
قال اللہ تعالی الا ان حزب الله هم المفلحون خبردار ہو کہ گروہ اللہ کا وہی نجات پانے
والا ہے چوتھی آفت شیاطین پریشان و افکار مذموم کا دلپر غالب ہونا پانچوین آفت

عزم افعال شنیعہ چھٹی آفت وقوع معاصی وخطئیات ساتوین آفت سخت دل ہوجانا
اور سیاہی کا چھاجانا آٹھوین آفت دل کا زنگ آلودہ ہوجانا اور اُسپر مہر ہوجانا نوین
آفت وعظ ونصیحت سے بے بہرہ رہنا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب دلپر غفلت طاری
ہوتی ہے برے خیال بکثرت آتے ہین اور جب اوہام وخیالات غالب ہوجاتے ہین بری
فکرین درپیش ہوتی ہین اور افکار ردیہ سے افعال شنیعہ کا عزم ہوتا ہے اور فسق ومعاصی مین گرفتار
ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ خطائین دلپر محیط ہوجاتی ہین اور اس سے شدت قساوت دلی پیدا
ہوتی ہے کہ نیک وبد مین تمیز نہین کرسکتا بلکہ نیک کو بد اور بد کو نیک سمجھنے لگتا ہے اور افعال
ذمیمہ پر جرأت بڑھتی ہے القلب اذا قسی لا یبالی اذا عصٰی دل جب سخت ہوگیا پروا نہین
کرتا جبکہ گناہ کرے۔ پھر زنگ گناہ ایسا چھاجاتا ہے کہ قبول حق کا مادہ باقی نہین رہتا پھر اُسپر
مہر ہوجاتی ہے جو کفر جبلی اور شقاوت ازلی کی نشانی ہے اور مصداق اس آیت کا بنجاتا ہے
ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون ختم اللّٰہ علی قلوبھم
وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم۔ جو کافر ہوئے برابر ہے کہ تو اُنھین
ڈراوے یا نہ ڈراوے ایمان نہ لاوینگے اُنکے دلونپر اُنکے کانونپر اللہ نے مہر کردی اُنکی آنکھونپر پردے
ہین اُنکے لیے بڑا عذاب ہے الحاصل ان تمام خرابیون کی علت غفلت ہے جو علت کو پہچان
جاوے تسلط کامل اور مرض مہلک سے پہلے علاج کرے اور ذکر الٰہی مین مشغول ہو۔

مقالۂ ثانیہ ذکر جہر کے اثبات مین اجتماعًا ہو یا انفرادًا

واضح رہے کہ ذکر جہری قرآن۔ حدیث۔ فقہ۔ تفسیر۔ تعامل صحابہ وتابعین سے اور سلف صالح
کے قول وفعل سے بصراحت تمام ثابت ہے چنانچہ اختصارًا وترتیبًا ہر ایک کا ذکر آتا ہے مقالۂ
اولٰے مین جو آیتین اور حدیثین مذکور ہوئین اُنسے ذکر مطلق کا حکم اور استحباب بلا اختلاف

ثابت ہی مگر مطلق اپنے طلاق کے ساتھ جمیع اقسام ذکر کو شامل ہی پس ذکر جہری ہو یا سری
بحالت اجتماع ہو یا انفراد کسی تعین و توقیت و تعداد کے ساتھ ہو یا نہ ماثور و مستحب و موجب
تقرب و رضای الٰہی ہو اصول مین یہ امر مان لیا گیا ہی کہ مطلق کے جس فرد پر عمل کیا جاوے مین مامور بہ پر
عمل ہو جاتا ہی پس ذکر کے ہر فرد اور ہر قسم سے وہی امیدواریان ہین جو مطلق ذکر سے ہونا چاہیے اب
یہ قید کہ ذکر خفی جائز ہی اور جہری نہین جا ئز زیادت علی القرآن ہی اگر ایسی قید کسی آیت یا حدیث
مشہور سے ثابت کی جا سکتی تب بھی ہمکو تقیید مطلق کے قاعدے سے تسلیم کرنے مین کلام
ہوتا نہ یہ کہ کہین کوئی آیت دال و حدیث ضعیف بھی منکرین کے پاس نہین ہی پس یہ تقلید نص
مطلقہ و زیادت علی الکتاب مجرد راے سے یا ایسی دلیل سے جو اصولاً علمای مجتہدین و فقہای
معتبر کے نزدیک دلیل نہین تحریف و ترک بعض نصوص ہی معاذ اللہ ایسا شخص بعض کتاب
وسنت کا منکر یا تارک ہی اللہ تعالے تو فرماوے کہ ذکر کرو اور وہ کہین نکرو ذکر جہری پس بعض اقسام
ذکر جنکا حکم قرآن سے ثابت تھا متروک ہوئے اور یہ کھلی کھلی تحریف ہی حلال کو حرام کہنے والا
علما کے قول مین کافر ہے افسوس ہے اُس شوخ چشم بیباک گروہ پر جو اللہ کے ذکر کی بعض صورتونکو
حرام کہین تحریم الحلال کفر حلال کو حرام کہنا کفر ہی فرمایا ان تبدوا الصدقات فنعما ھی
اگر تم صدقونکو ظاہر بھی کرو تو اچھا ہی ترمذی نے عقبہ بن عامر سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے الجاھر بالقرآن کالجاھر بالصدقۃ قرآن بجہر پڑھنے والا ایسا ہی جیسے کوئی کھلے طور پر
صدقہ دے اور بعض تفسیرون مین مراد صدقے سے ذکر لی ہی (کذا فی المعالم و کنز العباد) فرمایا
یاایھا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا ایمان والو اللہ کو بہت یاد کیا کرو۔ ابن عباس اسکی تفسیر فرماتے ہین
ذکر کثیر یہ ہی کہ یاد کرے اللہ کو خشکی اور تری مین صحت و بیماری مین کھلے چھپے (کذا فی المعالم) فرمایا
فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم کفار حج مین اپنے باپ دادا کے فضائل بیان کیا کرتے ارشاد ہوا

مسلمانو جس طرح یہ اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے ہین تم اللہ کا ذکر کیا کرو تمثیل سے کثرت و اعلاء صوت
مراد ہی جیسا کہ وہ کرتے تھے اور پھر یہ فرمانا او اشد ذکرا یہ کسی طرح سر و خفا پر دلالت نہین کرتا
بلکہ جہر ہی مراد ہی فرمایا اذا ذکر اللہ وحدہ اشمزت قلوب الذین لا یومنون
بالاخرۃ جب اللہ کا خالص ذکر کیا جاتا ہی تو آخرت پر ایمان نکھنے والونکے دل نفرت کرنے لگتے ہین واذا
ذکر الذین من دونہ اذا ھم یستبشرون اور جب اللہ کے سوا دوسرونکا ذکر کیا جاے تو کفار
خوشیان کرتے ہین۔ اسمین بھی اشارہ ہی ذکر جہری کیطرف اس لیے کہ کفار نہ ذکر سری سن
سکتے تھے نہ اس سے ناخوش ہوتے تھے فرمایا انھم کانوا اذا قیل لھم لا الہ الا اللہ یستکبرون
کفار سے جب کہا جائے لا الہ الا اللہ کہو (اور اُسے مانو) تو انکار و استکبار کرتے ہین پس
جو کوئی لا الہ الا اللہ کے ذکر جلی سے منکر اور اُس سے منقبض و مکدر ہو وہ اپنے ایمان کی خیر
منائے فرمایا وادعوا ربکم تضرعا وخفیہ اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے سے پکارو قاضی
بیضاوی اور دوسرے محققین نے تضرع سے مراد جہر لی ہی یعنی آشکار اور مخفی ہر طرح اللہ کو
پکارا کرو اور یہی مقابلہ مناسب ہی خفا کا مقابل اعلان ہی نہ تضرع کہ وہ خفا مین بھی ہوتا ہے
اور جہر مراد نالہ و فریاد سے بھی فرمایا انبیا کے احوال مین وایوب اذ نادی ربہ الخ اور ایوب نے
جب اپنے رب کو پکارا اور یونس نے فنادی فی الظلمات ان لا الہ الا انت الخ
پس مچھلی کے پیٹ کی تاریکی مین اللہ کو پکارا کہ کوئی معبود نہین مگر تو ہی۔ امام فخر الدین رازی
تفسیر کبیر مین فرماتے ہین من شرط النداء الجھر ندا کی شرط سے جہر ہے پس
حضرات انبیا کا جہر ذکر کرنا متعدد مقام پر قرآن سے ثابت ہی اور حدیثین بھی اسمین بہت مین اول
عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالی انا عند ظن
عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء

ذکرته فی ملاء خیر منهم ابوہریرہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ اللہ تعالے فرماتا ہی مین اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہون جب وہ مجھے دلمین یاد
کرتا ہی مین بھی خفیۃً یاد کرتا ہون اور جب وہ مجھے مجمع مین یاد کرتا ہی مین بھی اُسے اُس جماعت مین یاد
کرتا ہون جو اُس سے اچھے ہین یعنی فرشتے کہا علامہ جزری نے اِسمین دلیل ہے ذکر جہر کی اور کہا
جلال الدین سیوطی نے الذکر فی الملأ لایکون الا بجھر فدل الحدیث علے جوازہ
مجمع مین ذکر نہین ہوتا اگر جہری پس حدیث جواز ذکر جہری پر دلیل ہی دوم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان للہ ملائکۃ یطوفون فی الطریق یلتمسون اہل الذکر فاذا وجدوا قوما
یذکرون اللہ تنادوا ھلموا الی حاجتکم اللہ کے فرشتے ہین کہ راہون مین پھرا کرتے ہین
تاکہ ذکر کرنے والون کو ڈھونڈھین تو جب کسی قوم کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے پا جاتے ہین پکارتے
ہین چلو اپنے مقصود کیطرف (اِسمین بھی دلیل جہر ہے) سوم ان للہ سیارۃ من الملائکۃ
یبتغون حلق الذکر فاذا مروا قال بعضہم لبعض اقعدوا فاذا دعا القوم آمنوا علے
دعاءہم فاذا صلوا علے النبی صلے اللہ علیہ وسلم صلوا معہم حتی یفرغوا ثم یقول
بعضہم لبعض طوبی لھم لا یرجعون الا مغفورا لھم (رواہ السیوطی)
جلال الدین سیوطی نے روایت کی کہ اللہ کے فرشتے ہین جو سیر کیا کرتے ہین اور حلقہای ذکر
کو ڈھونڈھا کرتے ہین تو جب کسی حلقۂ ذکر پر گزرے کہا ایک نے دوسرے سے بیٹھ جاؤ
اِنکے ساتھ پھر جب قوم دعا کرتی ہی یہ فرشتے آمین کرتے ہین اور جب یہ پیغمبر پر درود پڑھتے ہین
یہ بھی اُنکے ساتھ درود پڑھتے ہین یہانتک کہ ذاکرین فارغ ہو جاتے ہین پھر ایک فرشتہ دوسرے
سے کہتا ہی ان لوگونکو خوشخبری ہو کہ اپنی جگہ سے نہ پھرینگے مگر بخشے ہوئے (اِسمین حلقہای
ذکر کی فضیلت ہی جو ہمارے سادات صوفیہ کا معمول ہی اور ثبوت ہی ذکر جہر کا بحالت

اجتماعی چہارم ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خرج علے حلقۃ من اصحابہ فقال
ما اجلسکم ھہنا قالوا جلسنا نذکر اللہ ونحمدہ علے ما ھدانا للاسلام ومنّ بہ علینا
قال آللہ ما اجلسکم الا ذلک قالوا آللہ ما اجلسنا الا ذلک قال اما انی لم استحلفکم تہمۃ
لکم ولکنہ اتانی جبرئیل فاخبرنی ان اللہ عزوجل یباھی بکم الملائکۃ (رواہ مسلم)
ایک دن حضور اپنے صحابہ کے کسی حلقۂ ذکر پر گزرے فرمایا تمکو یہاں کس چیز نے بٹھلایا ہی عرض کی اللہ
کی ذکر و حمد کرنے کو بیٹھے جیسا کہ ہمکو اسلام کیطرف ہدایت کی ور اسلام سے ہم پر احسان کیا فرمایا اللہ
کی قسم کیا اسی نے تمکو بٹھلایا ہی عرض کی اللہ کی قسم ہم نہین بیٹھے مگر اسی لیے فرمایا جان لو کہ مین نے تم سے
حلف نہین لی کہ تمکو متہم بکذب جانتا ہون لیکن میرے پاس جبریل آئے اور کہا کہ اللہ عزوجل تمہارے
ذکر سے فرشتون پر مباہات فرماتا ہی پنجم اکثروا ذکر اللہ حتے یقولوا انہ مجنون حضور نے
فرمایا اللہ کا ذکر بکثرت کرو کہ لوگ کہین دیوانہ ہو گیا ہی (دیوانہ کہنا بدون جہر ممکن نہین) ششم طبرانی نے
ابن عباس سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذکروا اللہ ذکرا حتے یقول
المنافقون انکم تراءون اللہ کا ذکر اسقدر کرو کہ منافق کہین یہ دکھانے کے لیے
کرتے ہین ہفتم سنن عبد الرزاق مین عبد اللہ بن زبیر سے مروی ہے کان رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اذا سلّم من صلاتہ قال بصوتہ الاعلے لا الہ الا اللہ وحدہ
لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
مسلم کی حدیث مین بھی یہ دعا ہی مگر بعض اختلاف کے ساتھ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب
اپنی نماز سے سلام پھیرتے با آواز بلند کہتے لا الہ الا اللہ الخ۔ اسمین بکمال وضاحت جہر کا ثبوت ہی پس
طاعن جہر طاعن ہی حضرت شارع پر نعوذ باللہ منہا ہشتم مسند الفردوس مین ابن عمر سے منقول ہی
قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من قال لا الہ الا اللہ ومدّ بہا صوتہ اسکنہ اللہ

دار الجلال ورزقہ النظر الی وجھہ فرمایا حضور نے جسنے کہا لا الہ الا اللہ اور اسکے ساتھ
اپنی آواز کھینچی اللہ تعالے اُسے اپنے جلال کے گھر مین کیگا اور اپنے جمال کا نظارہ اُسے عطا
فرائیگا نمبر بخاری ومسلم مین ابن عباس سے مروی ہے قال کنت اعرف انقضاء صلوۃ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالتکبیر کہا کہ مین پہچان لیتا تھا حضور کی نماز کا ختم ہوجانا آواز تکبیر سے
دہم بیہقی نے زید بن اسلم سے روایت کی قال ابن الادرع انطلقت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فمر برجل یرفع صوتہ فی المسجد قلت یارسول اللہ عسے ان یکون مرائیا قال ولکنہ اواہ
کہا ابن ادرع نے مین حضور کے ساتھ چلا تو حضور ایک مرد کے پاس ہو کر نکلے جو اپنی آواز مسجد مین بلند
کرتا تھا یعنی ذکر سے مین نے عرض کی شاید سنانے دکھانے کے لیے کرتا ہو فرمایا لیکن یہ شخص رقیق القلب
ہو یاز دہم بیہقی مین ہے عن جابر ان رجلا کان یرفع صوتہ بالذکر فقال رجل
لو ان ھذا اخفض من صوتہ کان اولی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دع فانہ اواہ
جابر سے مروی ہے کہ ایک آدمی اپنی آواز ذکر سے بلند کرتا تھا ایک مرد نے کہا کاشکے یہ اپنی آواز کچھ
کچھ پست کرتا تو اچھا ہوتا پس حضور نے فرمایا اسے چھوڑ دے کہ یہ رقیق القلب ہے۔ علامہ سیوطی نے
در منثور مین اواہ کے کئی معنے لکھے ہین۔ کثیر الذکر جسکو توفیق دیا گیا ہے کثیر التاوہ یعنی بہت آہ
وبکا کرنے والا نیز وہ جو اللہ سے دل لگائے ہو دوازدہم ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ابی شیبہ
احمد۔ ابن دارقطنی وغیرہ نے روایت کی کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا سلم من الوتر
قال سبحان الملک القدوس ثلث مرات ویرفع صوتہ بالثالثۃ یعنے رسول خدا جب وتر
کی نماز سے سلام پھیرتے فرماتے سبحان الملک القدوس تین بار اور تیسری بار آواز بلند کرتے
شیخ عبدالحق محدث دہلوی لمعات مین اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ یہ فضیلت جہر کی دلیل ہے
لیکن جہان ریا کا ڈر ہو خفی احوط ہے۔ اور ملا علی قاری مرقات مین مظہر سے نقل کرتے ہین کہ یہ

حدیث دلالت کرتی ہی استحباب ذکر جہر پر جبکہ ریا سے بچے اِس لیئے کہ اِسمین اظہار دین و تعلیم سامعین ہی
و تنبیہ ہی غافلونکی اور جہانتک آواز پونہچے برکت ہوتی ہی اور گواہی دینگے جملہ رطب و یابس اور
بعض مشایخ جو ذکر خفی کو اختیار کرتے ہین اسواسطے کہ وہ ریا سے دور ہے اور یہ نیت انکی متعلق ہے
سینر دہم عن معاذ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم من صلی منکم من اللیل فلیجہر بقراءتہ
فان الملائکۃ تصلی بصلاتہ وتسمع بقراءتہ معاذ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو تم مین سے نماز شب پڑہے ہی چاہیکہ قراءت بالجہر کرے بیشک فرشتے اُسکی نماز
کے ساتھ نماز پڑہتے ہین اور اُسکی قراءت سنتے ہین (اِسمین امر ہی جہر کا) چہاردہم عن
ابن عباس قال سرنا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بین مکۃ والمدینۃ فمرنا بواد فقال
ایُّ وادٍ ھذا فقالوا واد الازرق قال کانی انظر الی موسی فذکر من لونہ وشعرہ شیئا
واضعا اصبعیہ فی اذنیہ لہ جار الی اللہ بالتلبیۃ مارا بہذا الوادی ابن عباس سے
روایت ہی کہ ہم حضور کے ساتھ چلے مکے اور مدینے کے بیچ مین پس ایک وادی پر گذرے فرمایا
حضور نے یہ کون وادی ہی اصحاب نے عرض کی وادی ازرق فرمایا گویا مین دیکھ رہا ہون موسیٰ
علیہ السلام کو پھر کچھ بیان کیا اُنکے رنگ اور بالونکا وہ رکھے ہین اپنی انگلیان کانون مین اور
باآواز لبیک کہہ رہے ہین (اِسمین ثبوت ہی کہ ذکر جہر شعار انبیاے سابقین سے بھی تھا اور بیان
کرنا پیغمبر کا بدون انکار کے حجت ہی خصوصاً ذکر عبادات انبیا ہین) پانزدہم عن ابی ذر قال
قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا و لبکیتم کثیرا
وما تلذذتم بالنساء علے الفرشات ولخرجتم الی الصعدات تجارؤن الی اللہ
ابوذر سے روایت ہی کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تم وہ جانتے جو مین جانتا
ہون کم ہنستے اور بہت روتے اور بستر و نیز عورتون سے لذت نہ پاتے اور میدانونکی طرف

نکالنے فرما دکرتے ہوئے اللہ سے لیے ترمذی اور احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا تشا نر دہم
عن شداد بن اوس قال کنا عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ارفعوا ایدیکم
فقولوا لا الہ الا اللہ ففعلنا فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللھم انک بعثتنی
بھذہ الکلمۃ وامرتنی بھا ووعدتنی علیھا انک لا تخلف المیعاد (رواہ حاکم) شداد ابن اوس
سے مروی ہی کہا کہ ہم حضور کے پاس تھے کہ آپنے فرمایا اپنے ہاتھ اٹھاؤ اور کہو لا الہ الا اللہ
ہم سب نے ایسا ہی کیا پس کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے اللہ تو نے مجھے ان کلمات کے ساتھ
مبعوث فرمایا ہی اور انکا حکم دیا ہی اور اسپر وعدہ (مغفرت) کیا ہی تو وعدہ خلاف نہین کرتا
اسمین بھی جہر ظاہر ہے ۱۲ ہفتدہم روی احمد بن حنبل فی کتاب الزھد عن ثابت قال
کان سلمان فی عصابۃ یذکرون اللہ فمر بھم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فکفوا فقال
انی رأیت الرحمۃ تنزل علیکم فاحببت ان اشارککم فیھا امام احمد حنبل نے کتاب زہد مین ثابت
سے روایت کی کہا کہ سلمان رض ایک گروہ مین تھے جو اللہ کا ذکر کر رہے تھے پس انکی طرف حضور
گزرے تو وہ تھم گئے پس فرمایا حضور نے مین نے رحمت کو دیکھا کہ تم پر نازل ہو رہی ہی تو محبوب رکھا کہ تمہارا
شریک ہو جاؤن - اسمین ۱ فضل ہی ذاکرین کا ۲ یہ کہ مجتمع ہو کر ذکر اولی تر ہی ۳ یہ کہ ذاکرین
پر نزول رحمت ہوتا ہی ۴ یہ کہ حضور خود انکی شرکت دوست رکھتے ہین ۵ یہ کہ ذکر غالبا جہر ہی ہوگا
ہیجدہم عن ابن عباس قال مر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بعبد اللہ بن رواحۃ یذکر اللہ مع اصحابہ
فقال اما انکم الملأ الذین امرنی اللہ ان اصبر نفسی معکم ثم تلا قولہ تعالی واصبر نفسک مع
الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی الخ اما انہ ما جلس معکم الا جلس معھم الملائکۃ ان
سبحوا اللہ سبحوہ وان حمدوا اللہ حمدوہ ثم یصعدون الی الرب وھو اعلم بھم فیقولون ربنا
عبادک یسبحونک فسبحانک ویحمدونک فحمدناک فیقول یا ملائکتی اشھدکم انی قد غفرت لھم فیقولون

فیھم فلان وفلان فیقول ھم الذین لا یشقی جلیسھم رواہ الطبرانی فی الصغیر باسناد حسن
ابن عباس سے روایت ہی کہ گزرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن رواحہ پر جبکہ وہ اپنے
ساتھیوں سمیت ذکر خدا کر رہے تھے پھر فرمایا کہ آگاہ رہو تم وہ جماعت ہو کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہی
کہ مین تمھارے ساتھ اپنی جان کو روکون ہین تمھارا ہمنشین ہون اور یہ آیت پڑھی روک تو اپنے نفس
کو انکے ساتھ جو صبح وشام اپنے رب کو پکارا کرتے ہین آگاہ ہو کہ کوئی اُنکے ساتھ نہین بیٹھتا مگر فرشتے انکے
ساتھ بیٹھتے ہین اگر تسبیح کرتے ہین یہ لوگ اللہ کی تو فرشتے بھی تسبیح کرتے ہین اور یہ حمد کرتے ہین تو فرشتے
بھی حمد کرتے ہین پھر یہ فرشتے اللہ تعالی کے حضور مین بلند ہوتے ہین اور وہ خوب جانتا ہی اُنکے حالات
تو فرشتے عرض کرتے ہین ای رب تیرے بندے تیری تسبیح کرتے تھے تو ہم نے بھی تیری تسبیح کی اور
تیری حمد کرتے تھے تو ہم نے بھی تیری حمد کی پھر فرماتا ہی ای فرشتو مین تمکو گواہ بناتا ہون کہ مین نے انکو
بخشدیا پھر فرشتے عرض کرتے ہین انمین تو فلان فلان بھی تھے (یعنی گناہگار غافل یا کسی غرض سے
شریک ہونے والے) ارشاد فرماتا ہی یہ ذاکر وہ لوگ ہین جنکا ہمنشین محروم نہین رہتا اسمین
فضائل ذکر و اجتماع ذاکرین و ذکر بالجہر کی طرف اشارہ ہی) **نوزدہم** عن ابن عمر انہ قال یا رسول اللہ
ما غنیمۃ مجالس الذکر قال الجنۃ (رواہ احمد) ابن عمر نے عرض کی یا رسول اللہ مجالس ذکر کی غنیمت
کیا ہی فرمایا جنت **بستم** عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من قوم اجتمعوا یذکرون اللہ
تعالی یریدون بذلک وجہ اللہ الا ناداھم منادٍ من السماء ان قوموا مغفوراً لکم قد بدلت
لکم سیأتکم حسنات (رواہ ابو یعلی والبزار والطبرانی) انس سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کوئی ایسی قوم نہین جو اللہ کے ذکر کیلئے جمع ہون جس سے صرف اللہ کی خوشنودی چاہتے
ہون مگر یہ کہ انھین آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہی کہ اٹھو تم بخشدیے گئے اور تمھاری برائیان
نیکیون سے بدل دی گئین **بست و یکم** عن ابن السائب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال جاءنی

جبرئیل فقال مر اصحابک ان یرفعوا اصواتھم بالتلبیہ یعنی سائب سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا آپ اپنے اصحاب کو حکم دین کہ تلبیہ آواز بلند
کیا کرین **بست و دوم** عن ابی رزین العقیلی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم قال الا ادلک
علے ملاک الامر قال بلی قال علیک بمجالس الذکر واذا خلوت فحرک لسانک بذکر اللہ
(رواہ الاصبہانی فی کتاب الترغیب الترہیب) ابو رزین عقیلی سے مروی ہو کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین تجھے اصل امر بتادون کہا ہان فرمایا مجالس ذکر کو لازم پکڑلے اور
جب خلوت و تنہائی مین ہو تو ذکر سے اللہ کے زبان کو حرکت دیتا رہ **بست و سوم** صاحب
سیرت ہشامیہ اور صاحب مواہب اللدنیہ وغیرہ نے روایت ابن سعد سے ذکر کیا کہ جب محمد بن سلمہ
اور اُنکے ساتھیون نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا اور پھری اور بقیع فرقد تک پہونچے
تو تکبیر بجہر کہی اور آنحضرت اُس رات کو نماز مین مشغول تھے تو جب اُنکی تکبیر سُنی تکبیر کہی و جان
لیا کہ اُنھون نے کعب کو قتل کرڈالا **بست و چہارم** بزار اور طبرانی اور ابو نعیم نے حلیہ مین اور
بیہقی نے دلائل مین اور ابن عساکر نے حضرت عمر کے اسلام لانیکے قصے مین روایت کی انہ
لما جاء عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وکان مع اصحابہ فی دار الارقم قال اشہد ان لا الہ الا اللہ
وانک رسول اللہ کبر اھل الدار تکبیرۃ سمعھا اھل المسجد جب حضرت عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس حاضر ہوے آپ اپنے اصحاب کے ساتھ ارقم کے گھر مین تشریف رکھتے تھے کہا عمر رض نے مین گواہی دیتا ہون
کہ کوئی معبود نہین مگر اللہ اور آپ رسول اللہ صلی اللہ ہین گھر والون نے تکبیر کہی ایسی تکبیر جسے اہل
مسجد کعبہ نے سُنا **بست و پنجم** ان الجبل ینادی جبلا آخر باسمہ یا فلان ھل مر بک الیوم ذاکر
فیقال نعم قال استبشر یعنے ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو پکارتا ہی اُسکا نام لیکر اے
فلان کیا آج کوئی ذکر کرنے والا تجھپر گزرا ہے وہ کہتا ہی ہان یہ کہتا ہی تجھے بشارت ہو اس مین

نصیحت ابن جوزی نے ... (حاشیہ)

دلیل ہے کہ ذاکر پر وہ زمین اور پہاڑ خوشی کرتے ہین اور آواز پکارتے ہین **بست ششم**
عن ابن عباس انہ قال فی قولہ تعالیٰ فما بکت علیہم السماء والارض ان المومن اذا مات یبکی
علیہ من الارض الموضع الذی کان یصلی فیہ ویذکر اللہ ابن جریر نے ابن
عباس کی تفسیر مین اخراج کیا ہی کہ فرمایا ابن عباس نے اللہ کے اس قول کی تفسیر مین فما بکت الخ
کہ جب مومن مرتا ہی اسپر زمین کا وہ مقام روتا ہی جہان یہ نماز پڑھتا اور ذکر کرتا تھا **بست ہفتم**
ان العبد المؤمن اذا مات تنادت بقایع الارض عبد اللہ المومن مات فیبکی علیہ الارض والسماء
فیقول الرحمن ما یبکیکما فیقولان ربنا لم یمش فی ناحیۃ منا الا وھو یذکرک
ابن ابی الدنیا نے عبید صاحب سلمان ابن عبد الملک سے روایت کی کہ جب بندہ مومن مرتا ہے
قطعات زمین ایک دوسرے کو ندا کرتے ہین کہ اللہ کا مومن بندہ مرگیا پس اسپر زمین اور آسمان
روتے ہین تو فرماتا ہی رحمن تمکو کس نے رولایا یہ دونون عرض کرتے ہین ای ہمارے رب بندہ کسی
جانب نہین نکلتا تھا مگر تیرا ذکر کرتا تھا۔ ان حدیثون کے تحت مین علامہ سیوطی رہ نے لکھا ہے
وجہ دلالۃ ذلک ان بکاء الارض والسماء للذاکر لا یکون الا عند الجھر انکی دلالت
ذکر جہر پر اس لیے ہی کہ زمین آسمان کا رونا نہوگا مگر بوقت ذکر جہر کے **بست ہشتم** عن ابن جابر
قال کان ابو مسلم الخولانی یکثر ان یرفع صوتہ بالتکبیر حتی مع الصبیان و یقول اذکروا اللہ
حتی یقول الجاھل انکم من المجانین ابو نعیم نے اسے حلیۃ الاولیا مین روایت کی کہ کہا ابن جابر
نے کہ ابو مسلم خولانی اکثر تکبیر آواز بلند کہا کرتے یہانتک کہ لڑکون کے ساتھ بھی اور کہا کرتے
اللہ کا ذکر کرو کہ جاہل دیکھین اور سمجھین کہ تم دیوانے ہو **بست نہم** ابو نعیم نے ابو یونس سے
روایت کی کہ ابو ہریرہ نے ایکدن آدمیون کو نماز پڑھائی پھر جب سلام پھیرا آواز بلند کہا
الحمد للہ الذی جعل الدین قواما وجعل ابا ھریرۃ اماما بعد ان کان اجیرا اللہ کا شکر ہی جس نے

دین کو قائم کیا اور ابو ہریرہ کو امام بنایا بعد اسکے کہ وہ مزدور تھا سیوم شیخ محدث دہلوی نے اپنی بیاض
مین لکھا ہی روی ان ناسا کانوا یذکرون اللہ عند غروب الشمس یرفعون اصواتہم بالذکر
فاذا خفت ارسل الیہم عمران نوّھوا ای ارفعوا اصواتکم مروی ہی کہ کچھ لوگ
بوقت غروب آفتاب ذکر سے آواز بلند کیا کرتے تھے پھر جب وہ لوگ آواز پست کرنے لگے حضرت
عمر نے اُنکے پاس کسیکو بھیجا کہ آوازین بلند کیا کرو سی ویکم عن مجاھد ان عبد اللہ بن عمر
واباھریرۃ کانا یاتیان السوق ایام العشر فیکبران لا یاتیان السوق الا لذلک
مجاہد سے مروی ہی کہ عبد اللہ بن عمر اور ابو ہریرہ دونون عشرہ ذی الحجہ کو بازار مین آتے اور تکبیرین
کہتے بازار مین نہین آتے تھے مگر اسی لیے سی و دوم عن عبد اللہ بن عمر انہ یکبر و یکبر اہل
المسجد فیکبر اہل السوق حتی ترتج منی تکبیرا عبد اللہ بن عمر سے مروی ہی کہ وہ تکبیر کہتے اور مسجد والے
بھی تکبیر کہتے پس بازار والے بھی تکبیر کہتے یہانتک کہ منیٰ تکبیر سے گونج جاتا سی و سوم عن میمون
بن مہران قال ادرکت الناس انہم لیکبرون فی العشر حتی کنت اشبہ بالامواج لکثرۃ
میمون بن مہران نے کہا کہ مین نے پایا آدمیون کو کہ دسوین ذی الحجہ مین تکبیرین کہتے یہانتک کہ مین بوجہ
کثرت کے موج سے اُسکی تمثیل کرتا تھا یہ تینون حدیثین مرزنی نے کتاب العیدین مین نقل کی ہین اگر
کہا جائے کہ یہ جہر عشرہ ذی الحجہ مین تھا اس سے عموم کیونکر ثابت ہوگا تو جواب یہ ہی کہ اکثر نصوص
مین زمان و مکان وسبب حوادث کا اعتبار نہین کیا جاتا ہی مورد خاص ہوتا ہی اور مفہوم عام
ورنہ باب قیاس بند ہوجاتا۔ اور نہ دھوکھے مین ڈالے تجھے خصوصیت قصر کی ساتھ سفر کے اسلیے
کہ وہ اجازت ہی بعد منع کے پس عام نہین ہوسکتی اور ماورا اُسکا اپنی حالت پر رہیگا بخلاف ذکر کے
کہ یہ ہر حال مین مستحب ہے اور نہین دلیل منع جہر پر پس تخصیص نہوگی جہر کی کسی وقت اور حالت کے ساتھ
ورنہ لازم آئیگا کہ ممتنع ہوجائین دوسرے افراد ذکر جو بصراحت مشروع ہین سی و چہارم ترمذی نے عائشہ صدیقہ

سے روایت کی ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان اذا اوی الی فراشہ کل لیلۃ جمع کفیہ ثم نفث فیہما
فقرأ فیہما قل ھو اللہ احد وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس ثم یمسح بہا الخ حضور جب رات کو
بستر پر جاتے تو دونو ہتھیلیاں جمع کرتے اور انمیں قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس
پڑھکر مسح کرتے اسمیں دلیل ہے کہ آپ باواز پڑہتے تھے کہ سنا اُسے حضرت عائشہ نے ۔ اور مثل اسکی بہت
سی حدیثیں ہیں جو بتا رہی ہیں کہ حضور جہراً پڑہتے تھے سی و پنجم ربیعہ بن کعب سے مروی ہی کہ میں حضور
کے دروازے پر رات کو رہتا اور آپکو وضو کا پانی دیتا فاسمعہ الھوی من اللیل یقول سمع اللہ
لمن حمدہ واسمعہ الھوی من اللیل یقول الحمد للہ رب العلمین تو میں رات کو دیر تک سنا کرتا کہ آپ کہتے سمع اللہ لمن حمدہ
پھر دیر تک سنتا الحمد للہ رب العالمین ۔ ابن عباس کہتے ہیں میں نے سنا کہ فرماتے تھے رسول اللہ
جب رات کو اپنی نماز سے فارغ ہوتے اللھم انی اسألک رحمۃ الخ (رواہ الترمذی) ابواب دعا
و قراءت میں ایسے ادلہ کثیر ہیں اس لیے کہ بدون جہر سماعت نہیں اور بدون سماعت یا تعلیم
روایت نہیں ہے سی و ششم عن ابی قتادۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
لابی بکر مررت بک وانت تقرأ وانت تخفض من صوتک فقال انی سمعت من ناجیت قال ارفع
قلیلا وقال لعمر مررت بک وانت تقرأ وانت ترفع صوتک فقال انی اوقظ الوسنان واطرد
الشیطان قال اخفض قلیلا ابو قتادہ سے مروی ہی کہ حضور نے ابوبکر سے کہا میں گزرا اور تم قرآن پڑھ
رہے تھے پست آواز سے عرض کی میں جس سے دعا کرتا تھا اُسے سناتا تھا فرمایا کچھ اور آواز بلند کر لیا کرو
اور عمر سے کہا میں گزرا اور تم قرآن بلند آواز سے پڑھتے تھے عرض کی میں جگاتا تھا سوتوں کو اور
ہکاتا تھا شیطان کو فرمایا کچھ آواز پست کر لو (رواہ الترمذی) سی و ہفتم عبد اللہ بن ابی قیس سے مروی ہی کہ انہوں نے
سوال کیا عائشہ سے کہ حضور رات کو کیونکر قراءت کرتے تھے فرمایا کل ذلک قد کان یفعل ربما
اسر بالقراءۃ و ربما جہر فقلت الحمد للہ الذی جعل فی الامر سعۃ آپ سب کرتے تھے کبھی قراءت

سری کرنے کبھی جہری مین بے کہا الحمد للہ کہ کام مین گنجائش رکھی گئی۔

اقوال ائمہ دین واکابر مسلمین

شرح مصفّی مین ہے سئل عن امام المسلمین ابی حنیفۃ رحمہ عن الذین یمنعون الکلمۃ الطیبۃ بعد
اداء الصّلوۃ فقال ہم الرافضون لان فی ھذا القول خلاف فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم و
اصحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد کان یجہر مع اصحابہ الکلمۃ الطیبۃ
بعد اداء الصلوۃ متصلا امام ابوحنیفہ رح سے اُن لوگونکا حکم پوچھا گیا جو نماز کے بعد کلمہ طیبہ پڑہنے کو منع کرتے
ہین کہا وہ لوگ رفضی ہین اس لیے کہ اس قول مین خلاف ہے فعل پیغمبر کا اور آپکے اصحاب کا آنحضرت کبھی کبھی
نماز سے فارغ ہوتے ہی اپنے اصحاب کے ساتھ لا الہ الا اللہ بجہر پڑہا کرتے تھے رجل یذکر اللہ تعالی جہرا و آخر
یمنعہ یعزر المانع لانہ منع امر اللہ تعالی لقولہ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ یعنی سرا وجہرا ایک آدمی
اللہ کا ذکر جہری کرتا ہی اور دوسرا اُسے روکتا ہی تو اس روکنے والے کو سزا دیجاے کہ اسنے روکا اللہ کے حکم سے
فرمایا پکارو تم اپنے رب کو گڑگڑا کر اور ڈر سے آ اور کتاب الاشباہ والنظائر مین امام اعظم رحمہ اللہ کی وصیت
مین جو امام ابویوسف رح کو کی ہی مذکور ہی واکثر ذکر اللہ فیما بین الناس لیعلموا ذلک منک اللہ کا ذکر
آدمیون مین زیادہ کیا کرو کہ وہ تجھسے جان لین کہ یہ ذکر کرتا ہی اور مراد ذکر سے جہری ہی اس لیے کہ بدون جہر جان لینا
ممکن نہین تفسیر کبیر مین عطا سے مروی ہی کہ آدم علیہ السلام ہندوستان مین اُتارے گئے پس عرض کی
ای رب کیا ہوا مجھے کہ نہین سُنتا ہون آواز تسبیح ملائکہ کی جس طرح جنت مین سُنتا تھا فرمایا اپنی خطا
کی وجہ سے پس معلوم ہوا کہ ملائکہ بھی باواز بلند ذکر کرتے ہین جو معترض ہین کہ کیا اہل جہر اللہ کو بہرا جانتے
ہین اُنسے کہنا چاہیے کہ شاید اُنکے نزدیک ملائکہ کا بھی یہی عقیدہ ہی نعوذ باللہ من ذلک سب بیان تو قطع
زبان تو شد ۂ زبان تو آخر زبان تو شد + امام واحدی تفسیر وسیط مین لکھتے ہین ذکر جملہ فرائض سے ہی
اور اعلان فرائض کا اولی چنانچہ علما کا اسپر اجماع ہی غنیۃ الطالبین مین حضرت غوث الصمدانی

قطب ربانی شیخ عبدالقادر سید محی الدین جیلانی قدس سرہ تحت آیۂ کریمہ یاایہا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا مین فرماتے ہین قیل اذکرونی فی الخلاء والملاء یعنی کہا گیا اِس آیت کی معنی مین کہ مجھے یاد کرو تنہائی اور مجمع مین۔ عقیدۂ شیخ ابوالنجیب سہروردی بحوالۂ کنز العباد مرقوم ہی ان تبدوا الصدقات فنعما ہی سے مراد جہر بالذکر ہی اور ایسے ہی آیۂ کریمہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون اور فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم سے جہر مراد ہی کفایۂ شعبی رح مین ہی قیل ان الافضل ذکر الجہر لان ذلک تعدی الی الغیر والمستمع شریک القائل یعنی کہا گیا کہ افضل ذکر جہر ہے اِس لیے کہ اُسکا نفع غیرون تک پہونچتا ہی اور سننے والا شریک ہی قائل کا (ثواب مین) شیخ عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب ذکر الذاکر للمذکور وشکر الشاکر للمشکور مین لکھتے ہین اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر اللہ تعالی جماعۃ فی المساجد من غیر نکیر الا ان یشوش جہرہم بالذکر علی نائم او مصل او قاری کما ہو المقرر فی کتب الفقہ یعنے اجماع کیا ہی اگلے اور پچھلے علما نے کہ اللہ تعالے کا ذکر مسجد مین مجتمع ہو کر کرنا مستحب ہی اور اِسمین اختلاف و منع نہین ہی مگر جبکہ اُنکا ذکر جہری سونے والے یا نمازی یا قراءت کرنے والے کو مشوش و منتشر کرے ایسا ہی کتب فقہ مین مقرر ہی۔ مظہری مین ہی الذکر برفع الصوت مستحب لیغتنم الناس باظہار الدین ووصول اثر الذکر الی السامعین فی الدور والبیوت والحانات لیوافق القائل من یسمع صوتہ ویشہد لہ یوم القیامۃ کل رطب ویابس سمع صوتہ بآواز بلند ذکر کرنا مستحب ہے تاکہ آدمی اظہار دین کو غنیمت جانین اور سننے والونکو بھی حلاوت ذکر میسر آئے گھرونمین اور دکانونمین تاکہ موافقت کرے ذاکر کی وہ شخص کہ اُسکی آواز سُنے اور قیامت کے دن ہر خشک و تر جو اُسکی آواز سُنے گواہی دے

فتاوی نوادر اور بستان اور خزانۃ العلوم مین مرقوم ہی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یجہر مع صحابتہ بالاذکار والتہلیل والتسبیح بعد الصلوۃ حضور صحابہ کے ساتھ ذکر و تسبیح و تہلیل بآواز بلند کیا کرتے تھے کنز العباد مین بحوالۂ عمدۃ الابرار اور زاد المسلمین اور عمدۃ النوازل اور فتاوی قاضیخان اور حسامیہ اور سراجیہ [illegible]

اور منتقا اور تجنیس سے منقول ہے ان قراءۃ القرآن بصوت رفیع فی الحمام یکرہ وبصوت خفی لایکرہ ولا یکرہ
التسبیح والتھلیل ان رفع صوتہ قال الجامع عصمہ اللہ معلوم ان الحمام لایخلو من القاذورات وغیرہا کلہا
غالبا وقد یکون بعض الناس مکشوف العورۃ فاذا کان جواز التسبیح والتھلیل فی الحمام بصوت رفیع مع ہذہ
الاشیاء فالان یجوز فی المساجد والبیوت والزوایا والخانۃ فی مکان طاہر کان اولی وایدہ
ما ذکرہ الفقیہ الزاہد ابو اللیث السمرقندی رحمہ اللہ فی کتاب التنبیہ ان حرمۃ المسجد خمسۃ عشر
وذکر من جملتہا ان لایرفع فیہ الصوت فی غیر ذکر اللہ قراءت قرآن بآواز بلند حمام مین مکروہ ہے
اور پست آواز سے مکروہ نہین اور تسبیح اور تہلیل مکروہ نہین اگرچہ بآواز بلند بھی ہو کہا جامع یعنی مولف نے
اللہ اُسے محفوظ رکھے یہ بات معلوم ہو کہ غالبًا حمام نجاسات وغیرہ سے خالی نہین ہوا کرتے اور بعض
آدمی اُسمین برہنہ بھی ہوتے ہین پس جبکہ تسبیح اور تہلیل جہری حمام مین جائز ہوئی تو بدرجۂ اولی
مسجدون اور حجرون اور گھرون اور گوشون مین جو طاہر ہون جائز ہوگی اور اسکی تائید کرتا ہی
قول فقیہ زاہد ابو اللیث سمرقندی کا کتاب تنبیہ مین کہ حرمت مسجد کے پندرہ امر مین ہی انمین سے
ایک یہ ہی کہ سوائے ذکر خدا کے آواز بلند نکرے - اور فتاوی عالمگیریہ کے باب پنجم آداب المسجد مین ہے
ولا یکبر جہرا فی طریقہ خلافا لہما ونقل الزیلعی عن ابی جعفر انہ قال لاینبغی ان یمنع العامۃ عن ذلک
لقلۃ رغبتہم فی الخیرات اور تکبیر بآواز بلند عید الفطر کی راہ مین نہ کہے بخلاف صاحبین کہ انکی نزدیک
جائز ہی اور زیلعی نے ابو جعفر سے نقل کی کہ عام لوگون کو تکبیر جہری سے عید الفطر مین منع کرنا اچھا
نہین اس لیے کہ انکی رغبت نیکیون مین کم ہی چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین بھی ایسے ہی مذکور ہی فتاوی
برہنہ کے باب تلاوت قرآن مین ہی - در حمام تسبیح وتہلیل بلند باک نیست اور فضل الاذکار مین ہے
ذکر زبان از ذکر دل افضل است کہ عمل بسیار ست وبقولے ذکر دل عمل خفی افضل ست آما بر صحیح ذکر
زبان بحضور دل افضل ست از ذکر دل تنہا و امام رازی فضیلت ذکر جہر را بہ بست دلیل ثابت کردہ

در کتاب السیدین مین ہے۔ آما در قطر نزدیک امام بلند نہ گوید و بروایتے بلند گوید و بقول صاحبین و
طحاوی گفتہ نزدیک ہمہ و ہو الصحیح۔ لیکن در مضمرات گفتہ کہ بر مختار اکثر در ہر دو عید آہستہ گویند انتہا
بزبان مین ہے قال الجہر سنۃ۔ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ لکھتے ہین
قال اللہ تعالیٰ فاذکروا اللہ ذکراً کثیراً یعنے یاد کنید خدای عز وجل را یاد کردنی بسیار پس یکی از خصائص
ذکر آنست کہ ہیچ وقتی منع نیست بلکہ ہمہ اوقات مامور است نقل است از حضرت شیخ مینہ گی قدس اللہ سرہ
کہ فرمودہ اند کہ پیر دستگیر حضرت قطب الدین حاجی قدس سرہ می گفتند کہ اوائل ذکر جہر دوازدہ سال
گفتم از صبح تا شام و از شام تا صبح فائدہ کہ در ذکر جہر یافتم در ہیچ عبادت نیافتم چون ختم قرآن می کردم کمتر از سبعہ
ختم میکردم چون نماز میگزاردم و چون دعوت اسما میکردم کمتر از لک بار نمی خواندم فاما ثمرہ کہ در ذکر
دیدم در ہیچ ازین ہا ندیدم الخ ایضاً فیہ دل دو در دارد یکی بالا دوم پائین ہر دو بستہ شدہ اند و برای
کشادن در بالا ذکر جہر میفرمایند و برای کشادن در پائین ذکر خفی یا حبس نفس میفرمایند حضرت مرزا جان
جانان شہید رح مکتوب یازدہم مین افادہ فرماتے ہین بعد حمد و صلوۃ مخفی نماند کہ طائفہ از فقہای حنفیہ رحمہم اللہ
تعالی در انکار ذکر جہر غلو نمودہ فتوی بحرمت دادند و بعضی از محدثین اثبات مشروعیت ذکر جہر نمودہ
در پئے تفضیل ذکر جہر بر خفی افتادند و ہر دو فریق براہ تفریط و افراط افتادند و بہ حیثیت انصاف سخن نہ
گفتند و تعلیم کلمہ طیبہ از آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ بجہر کہ از حدیث
شداد بن اوس رضہ ثابت شدہ سنت بجہر متوسط خواہد بود نہ بجہر کذائی و گفتگو در جواز و عدم جواز جہر نیست
بلکہ در فضل یکی بر دیگر نیست پس دعوی فضل ذکر جہر مطلقا بر ذکر خفی انکار نصوص است و انکار جمیع اقسام
ذکر جہر نیز حجت نیست انتہی مختصراً۔ ارشاد الطالبین مصنفہ قطب الاقطاب شیخ جلال محمود تھانیسری
مین ہے و بعض اوقات با یاران سہ دو رہ نشستہ بذکر جہر گویند حضرت شاہ عبد العزیز رح بستان التفاسیر
مین آیہ کریمہ واذکر ربک کی تفسیر مین لکھتے ہین اور یاد کر نام اپنے پروردگار کا ہمیشگی کے طور پر ہر وقت

اور ہر شغل اور ہر عبادت مین خواہ اول خواہ آخر خواہ درمیان مین اس عبادت کے اور یاد خواہ زبان سے ہو خواہ دل سے خواہ روح سے خواہ بطور سر کے خواہ خفی کے خواہ نفس سے دن کو ہو یا رات کو اور ذکر سا جہر سے ہو خواہ خفیہ ہو اور پروردگار کا نام خواہ اسم ذات ہو خواہ اسم اشارہ یا اسماء حسنی مین سے کوئی نام ہو جو سالک کے نفس اور حال اور وقت سے مناسبت رکھتا ہو اور اسم پروردگار کا خواہ تنہا ہو خواہ تہلیل کے ضمن مین یعنی نفی و اثبات مین خواہ تسبیح اور تحمید اور تکبیر اور دوسرے مسئلون کے ذکر و نکے ضمن مین ہو اور ذکر کی کیفیت بھی خواہ ایک ضربی ہو خواہ دو ضربی خواہ اس سے بھی زیادہ ہو اور حبس دم کے طور پر ہو خواہ بے حبس ہو اور برزخ سے ہو خواہ بدون برزخ کے اور خواہ سہ رکنی ہو خواہ ہفت رکنی اور خواہ شرائط عشرہ کے ساتھ ہو خواہ بدون ان شرائط کے اور شرائط عشرہ عبارت ہین شد و مد اور تحت اور فوق اور مجاہدہ اور مراقبہ اور محاسبہ اور مواعظہ اور تعظیم اور حرمت سے اور اسکے سوا اور خصوصیات بھی ہین جنکو اس طریقے کے ماہرین نے نکالا ہے اور معین کرنا ایک کا ان خصوصیات مذکورہ سے شیخ اور مرشد کی راے و قابلیت پر مفوض ہے جس طالب کے حال کے مناسب جو چیز جانے تلقین فرمائے انتہی مختصراً شیخ محدث دہلوی حصن حصین کی شرح مین لکھتے ہین کہ در حدیث مذکور یعنی من ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی فمن ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہم اشارت ست بسوی آنکہ ملائکہ را بر ذکر قلبی اطلاعی نیست مگر آنکہ خداوند تعالے مطلع سازد و بسوی آنکہ ذکر جہر رواست بے کراہت و سلف اختلاف دارند درین کہ ذکر خفی افضل است یا جہری حجت ترجیح خفی آنست کہ عمل سر افضل ست و حجت ترجیح جہری آنست کہ عمل در جہری اکثر ست یا آنکہ دران تنبیہ دیگران نیز ہست و صحیح آنست کہ جہری با حضور دل افضل ست از ذکر خفی کذا فی شرح مسلم و امام رازی در لوامع بر فضیلت ذکر جہری بست دلیل ذکر کردہ ست و آنکہ در کتب فقہ ہست کہ ذکر جہری مکروہ ست مراد کراہۃ تنزیہیست علی الاصح بجہت آنکہ گفتہ اند خفا در دعا و اذکار

مستحب ہے کذا فی شرح الہدایۃ انتہی اور شیخ موصوف الصدر نے اپنے رسالہ توضیح المرید الی المراد مین اس
مسئلے کو خوب مفصل و مدلل کیا ہی ترجمہ اُسکا بطور خلاصہ کے یہ ہی جہر و اعلان فی کر و تلاوت کا اور جمع ہونا
ذکر کے لیے مجالس و مساجد مین جائز و مشروع ہی بدلیل حدیث صحیح من ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء
خیر منہم اور آیۃ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا اسکی دلیل بن سکتی ہی اور صحیح بخاری مین ابن
عباس سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین نماز سے آدمیونکا پھرنا ہم نہین پہچانتے
تھے مگر ساتھ ذکر جہر کے۔ اور صحیح مین ہی کہ جہر کیا کرتے تھے وہ ساتھ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا
شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد و ھو علی کل شئ قدیر کے اور بعض روایت سے فجر و مغرب کی تخصیص بھی
ثابت ہوتی ہی اور یہ فرمانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یا ایھا الناس اربعوا علے انفسکم فانکم
لا تدعون اصمًا و لا غائبًا دلالت کرتا ہی اثبات پر کہ یہ نہی بوجہ عدم مشروعیت کے نہین ہے
بلکہ آسانی کے لیے ہی اور آپکا جہر کرنا مواضع کثیرہ مین ثابت ہی اذکار و ادعیہ کے ساتھ اور سلف
صالحین نے بھی اسپر عمل کیا ہی اور صحیح بخاری مین ہی کہ جب صحابہ بحالت خوف و گرسنگی کے خندق
کنی مین مشغول تھے حضور نے انکا حال ملاحظہ فرمایا اور کہنے لگے اللھم لا عیش الا عیش الاخرۃ
فاغفر للانصار و المھاجرۃ ای اللہ عیش نہین ہے مگر آخرت کی بس انصار اور مہاجرین کو
بخشدے۔ اور صحابہ جواب مین کہتے تھے نحن الذین بایعوا محمدا علی الجہاد ما بقینا ابدا ہم وہ ہین
کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ہی جبتک زندہ رہین اسی پر قائم رہینگے بالجملہ مجالس مخصوصہ
اور مواضع معینہ مین جہر کے ثابت ہونے مین کوئی کلام نہین۔ کلام اسی مین ہی کہ ایک قضیہ مین حکم
کا ثابت ہونا ثبوت عموم کے لیے دلیل ہی یا نہ مخالف کہہ سکتا ہی کہ شاید اُن مواقع مخصوصہ مین
کوئی فائدہ ہو کہ دوسری جگہہ نہ پایا جائے یا یون کہے کہ دعا و ذکر کے ساتھ ذکر کرنا مجموعًا جائز ہی علیحدہ
علیحدہ جائز نہین لہذا ایسی دلیلونکا بیان کرنا واجب ہے جو عموم جواز پر دلالت کرتی ہین پس صرف

ذکر الٰہی کے واسطے جمع ہونا حدیث متفق علیہ سے مرفوعاً مروی ہو ان للّٰہ ملائکۃ یطوفون فی
الطرق یلتمسون اہل الذکر الخ اور دوسری روایت میں ہو وما یقعد قوم المسلمین مجلسا یذکرون اللّٰہ فیہ
الا حفت بہم الملائکۃ ونزلت علیہم السکینۃ وغشیتہم الرحمۃ الخ اور تاویل کرنا ذکر کی ساتھ تذکرہ علم
ونعمای الٰہیہ کے بعید ہی اور جائز نہیں کہ لفظ خلاف متبادر معنے پر محمول کیا جائے بلا ضرورت
اور یہ کہنا نہ چاہیے کہ اجتماع للذکر سے جہر لازم نہیں آتا کہ جائز ہے کہ ہر شخص ذکر سری کرے اس لیے
کہ اگر ذکر سری ہوگا تو اجتماع کا کوئی فائدہ معتد بہ نہ ہوگا۔ اور دعا کے واسطے بانفرادہ جمع ہونا
اس حدیث مرفوعہ سے ثابت ہی جسے حاکم نے روایت کیا ہی اور کہا ہی کہ حدیث مسلم کی شرط
پر ہے لا یجتمع ملاء فیدعو بعضہم ویؤمن بعضہم الا استجاب اللّٰہ دعاءہم اور تلاوت کے واسطے
جمع ہونا اس حدیث سے ثابت ہو ما جمع قوم فی بیت من بیوت اللّٰہ یتلون القرآن ویتدارسونہ
الا حفت بہم الملائکۃ صححہ النودی وغیرہ کوئی قوم کسی مسجد میں قرآن پڑھنے اور پڑھانے کو جمع
نہیں ہوتی مگر فرشتے اسے گھیر لیتے ہین اسی حدیث سے علمانے وظائف و اوراد کا پڑھنا مجالس
ومساجد میں اخذ کیا ہی اور اپنی بیاض میں لکھتے ہین کہ کہا امام غزالی نے کہ اللہ تعالیٰ نے دلونکو
پتھر کے ساتھ تشبیہ دی ہی ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ پھر دل تمھارے
اسکے بعد سخت ہو گئے مثل پتھر کے یا اس سے بھی زیادہ۔ اور معلوم ہی کہ پتھر بے قوت کی نہیں ٹوٹ
سکتا ہی ایسے ہی سخت دلی بے جہر کے ٹوٹ نہیں سکتی۔ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی مرحوم صراط
مستقیم میں لکھتے ہین ذکر دو ضربی شروع نماید طریقش آنکہ لفظ مبارک اللّٰہ جل جلالہ را دو بار گوید
وہا را بالجزم خواند وبقوت از سینہ برآرد بجہر وبشدو مد گوید و آخر را از اول در جہر وشدت مد
وقوت زیادہ تر کند الخ محبوب السالکین میں سید فتح اللہ حسنی چشتی کیا ناظم خلفای حضرت شیخ
محمد صادق محبوب الٰہی سے ہین تحریر فرماتے ہین۔ از خواجہ علاء الدین عطار از طریق ذکر پرسیدند

فرمود باتفاق علما در نفس آخر بلند گفتن جائز ست یعنی نفس اخیر وقت مردن که جان آخر میشود و نزد درد هر نفس نفس آخر ست دیگر چنانچه ذکر جهر کردن برای خلق شرک ست هم چنان ذکر خفیه کردن از خلق و خلق را دیدن هم شرک ست یعنی حب خلق در دل و باشد پس باید که خلق را و خود را از میان بردارد و ذکر هر گونه که خواهد کند چه اگر از خلق اخفا کند و خود بداند گویا که همه کسی اند این سخن نزد اهل الله معروف کما لا یخفی علی العارف الاذکی فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون ارباب ذکر سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے۔ ارشاد الطالبین مصنفہ اخوند درویزہ میں ہی شرط ہفتم ذکر آنکہ ذکر را در شب و روز چار و ناچار آوردہ باشد خصوصاً بعد از جمیع صلوۃ میتوان ذکر جلی کرد که صفای دل و هوش تام و ننگ در طلب خدا حاصل میشود۔ دلائل الاذکار میں ہی نیز از حدیث اکثروا ذکر الله تعالی حتی یقولوا مجنون ثبوت مدعا ست چه اکثار ذکر مستلزم ست مر هر دو شق خود را که جهر و خفی ست معنی این ست که کثرت بدون غلبه اجزا در کمیات و بدون غلبه اوصاف در کیفیات صورت نمی بندد پس تا وقتیکه ذکر خفی و جهر باهم نشود کما و وصفاً علی التقدیرین که اهل باطنها بخوبی واقف اند البته اکثار ذکر معدوم ست پس بمقتضای مقام و حال هر دو قسم مامور باید شد تا بمصداق این حدیث شود بلکه تبادر از مدح مجنون تغلیب جهر یا کیفیت ذکر جهر بر جهری یا کیفیت ذکر خفی ست چه نسبت به جنون نزد عوام سوای ذکر جهر معقول نیست۔ ارشاد مرشد مصنفہ حاجی امداد الله صاحب رح میں ہی پہلے دو زانو بیٹھے اور ذکر سیدھی کرے اور سر داہنے مونڈھے پر لیجا کر لفظ الا الله کو سختی سے دل پر ضرب کرے ایسے ہی ضیاء القلوب میں حاجی صاحب موصوف نے جابجا ذکر جہری کی تعلیم فرمائی

مقالہ سوم تردید دلائل منکرین میں

دلیل اول قوله تعالی واذکر ربک فی نفسک تضرعاً وخیفة ودون الجهر من القول اپنے رب کو دل میں یاد کر گڑگڑا کر آہستگی سے اور جہر نہ ہو اس آیت سے با آواز بلند ذکر کرنا ناجائز ثابت ہوتا ہے

اسکا جواب کئی طور پر ہے اول یہ آیت مکی ہے مثل ولا تجہر بصلاتک ولا تخافت بہا الخ مشرکین جب
قرآن سنتے بحکم عداوت و شقاوت قرآن اور صاحب قرآن کی شان مین گستاخیان کرتے ارشاد
ہوا کہ اتنا جہر نہ کیجیے کہ مخالف سنکر بیہودہ بکین اور اسقدر سر بھی نہو کہ مومنین مشتاق سماعت سے محروم
رہین بلکہ توسط چاہیے جس طرح تلاوت قرآن مین فرمایا کہ افراط و تفریط نہ کیجیے راہ وسط اختیار فرمائیے
اور جس طرح فرمایا ولا تسبوا الذین یدعون من دونہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم پس جسطرح
مذمت اوثان و توہین اصنام سے ممانعت فرمائی تھی ذکر جلی سے بھی بعلت خوف ایذای مشرکین روکا مگر
جب وہ علت مرتفع ہوگئی معلول بھی مرتفع ہوگیا حاصل کلام جس طرح نہی قرآن باواز پڑھنے کی اور
بتونکی مذمت کی دائمی نہ تھی ذکر جلی سے ممانعت بھی دائمی نہ تھی دوسرے آیت تلاوت قرآن پر محمول ہے
اسلیے کہ یہ آیت معطوف ہے آیۂ سابقہ پر واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا جب قرآن
پڑھا جائے اُسے خاموش سنا کرو پس بوقت تلاوت قرآن ذکر بھی بجہر مناسب نہوگا بلکہ سراً کافی ہے
ایسا ہی ابن جریر نے اور ابو الشیخ نے ابن زید سے نکالا ہے - علامہ سیوطی رحمہ تحفۃ الفکر مین فرماتے
ہین کہ جب بوقت تلاوت قرآن خاموشی کا حکم دیا تو خوف تھا کہ بالکل غافل نہو جائین لہذا تنبیہاً
ارشاد ہوا کہ ہر چند ساکت و صامت رہنے کا حکم ہے تاہم ذکر قلبی جاری رہے ولا تکن من الغافلین
تو غافلون سے نہو جا تیسرے سادات صوفیہ صافیہ فرماتے ہین کہ یہ حکم ذات مقدس نبوی کے ساتھ
مختص ہے چنانچہ وحدت صیغہ اسپر دال ہے اور خصوصیت کا باعث یہ ہے کہ اعلی ترین منافع جہر دفع
وساوس شیطانی و خطرات نفسانی ہے اور یہ حضرت اس سے پاک لہذا حضور کو حاجت ذکر نہین البتہ
دوسرے اشخاص جو ایسے وسوسون مین گرفتار ہو سکتے ہین اُنکے لیے جہر مفید و مناسب ہے کیونکہ دفع
وساوس و توجہ تام واجب ہے فرمایا وتبتل الیہ تبتیلا اسکی طرف سب سے ٹوٹ کر لگ جا پس حسب
للاسباب حکم المقاصد ذکر جلی ضروری ہوا اسلیے حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہین کہ

نماز کے باب مین ہو جیسا کہ کمالین حاشیہ جلالین مین ہو پس فیما نحن فیہ سے خارج ہو ئے ذکر نفسی کے
امر سے نفی ذکر جہری کی نہین ہوتی حنفیہ کے نزدیک مفہوم مخالف کا اعتبار نہین جیسا کہ نور الانوار
اور توضیح تلویح اور حسامی اور اصول شاشی اور تفسیر احمدی بلکہ جملہ کتب اصول مین بصراحت موجود ہے
بلکہ آیہ کریمہ بھی جواز ذکر جلی پر دال ہو تفسیر کبیر مین اسی آیت کی تفسیر مین ہو کہ اپنے رب کو جی مین تضرع
و خوف سے یاد کرو جہر سے کم یعنی جہر و خفا کے بین بین جیسا کہ فرمایا ولا تجہر بصلاتک و لا تخافت بہا
وابتغ بین ذلک سبیلا اپنی نماز مین نہ بہت جہر کر نہ بہت اخفا (بلکہ) بین بین کی راہ اختیار کر
تخافت جملہ مستانفہ نہین کہ بمعنی امر ہو بلکہ معطوف ہی تجہر پر اور داخل زیر نہی پس بین بین
مامور ہے اس آیت سے جہر کا ثبوت سمجھا گیا عدم جواز کہان ہو دوسری دلیل منکرین
کی ادعوا ربکم تضرعا و خفیہ انہ لا یحب المعتدین اپنے رب کو تضرع اور نرمی سے
پکارو وہ حد سے تجاوز کرنے والونکو دوست نہین رکھتا جواب اول یہ آیت صرف دعا کے
بارے مین ہو ورنہ درصورت تعمیم تمام اذکار کو شامل ہو گی اور ذکر متنازع فیہ کی کوئی تخصیص باقی
نہ رہے گی۔ قرآن مجید۔ اور خطبہ۔ اذان۔ و اقامت و تکبیرات نماز و غیرہ سب نہی کے تحت مین
داخل ہو نگے اور یہ خلاف اجماع ہو و لم یقل بہ احد اور ذکر کا اطلاق قرآن پر بھی آیا ہی نحن
نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون ہمنے ذکر یعنی قرآن اتارا اور ہم ہی اسکے محافظ ہین اور اگر یہ کہا
جائے کہ اذان و اقامت و قرآن وغیرہ اس حکم سے بحکم نصوص آخر مستثنی ہین تو ہم کہین گے کہ ذکر جہری کو بھی بحکم نصوص
مذکور آپ مستثنی خیال کرین اور انکار سے باز آئین جواب دوم تضرع اظہار ضراعت یعنی
عاجزی ظاہر کرنے کو کہتے ہین اور وہ بے رفع صوت کے متصور نہین محققین نے تضرع کی تفسیر جہر کے
ساتھ کی ہی اور خفیہ کی تفسیر سر کے ساتھ چنانچہ حافظ ابن الحجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین
لکھا ہی اور قاضی بیضاوی نے بھی تدعونہ تضرعا و خفیہ کی تفسیر یہی فرمائی ہی معلنین و مسرین

ای اعلانا و اسرارًا اور یہی معنے اختیار کیے ہین فاضل ابن کمال نے اور مفتی ابو سعود نے اپنی تفسیر مین اور شیخ نسفی مدارک مین تضرعًا کی تفسیر مین لکھتے ہین ای معلنین بالضراعة ایسے ہی شیخ نے قتادہ سے روایت کی ہو اور ملا حسین واعظ تفسیر حسینی مین اس آیت کے تحت مین لکھتے ہین بخوانید پروردگار خود را بزاری و پوشیدگی یعنی ہم بظاہر و ہم بباطن جوامع اور شرح مصابیح خلخالی مین بھی تضرع کی تفسیر رفع صوت کے ساتھ کی ہو چنانچہ دلائل الاذکار مین مشرح موجود ہو الحاصل اسی آیت سے جواز جہر ثابت ہوتا ہے عدم جواز کا کیا مذکور ہے ؂ چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا ست ٭ سخن شناس نۂ دلبرا خطا این ست ٭ اور اعتداء کی تفسیر اگرچہ بعض مفسرین نے جہر بالدعا کی کی ہو مگر مرجوح ہو راجح مامور بہ سے تجاوز کرنا یا ایسی شے کا اختراع کرنا جسکی شریعت مین کچھ اصل نہو جائز نہین اور معنی اعتداء یہ ہو کہ ممنوع امر طلب کرے یا ایسی شے مانگے جسکا حصول خلاف اولی ہو یا وہ مانگے جو محال ہے بیضاوی شریف مین ہے انہ لا یحب المعتدین المتجاوزون ما امروا بہ فی الدعاء وغیرہ نبہ بہ علی ان الداعی ینبغی ان لا یطلب ما لا یلیق بہ کرتبة الانبیاء والصعود الی السماء وقیل ہو الصیاح فی الدعاء والاسہاب فیہ تیسیری فی لیل مانعین جہر کی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصم ولا غائبا نرمی کرو اپنی جانون پر تم بہرے اور غائب کو نہین پکارتے کہ چلانا پڑے (اس سے ظاہر ہے کہ باواز بلند ذکر جائز ہے اس لیے کہ نہی ترجیح کہ ذاکر اللہ تعالے کے سنانے کو جہر کرے حالانکہ ہمارے صوفیہ کرام عشق بڑھانے اور محبت کی آگ بھڑکانے اور شیطان کے بھگانے اور دل سے موریچہ ہٹانے کے لیے یہ کرتے ہین انکو اس ممانعت سے تعلق کیا) جواب اول حدیث مجوزات ہے جہر مفرط پر جہر مطلقی مراد نہین اور قرینہ خود کلمہ اربعوا مین موجود ہے کیونکہ رفق افراط کے وقت ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجر شارح بخاری لکھتے ہین اربعوا ای ارفعوا ولا تجتہدوا انفسکم

فان الرفق یکون عند الافراط یعنی نرمی کرو اور شفقت مین اپنی جان کو نرمی ابو اسود
کہ نرمی افراط کے وقت ہوتی ہی ہکذا فسر شراح الحدیث اور فتح الودود شرح ابوداود مین ہے
فی قولہ رفعوا اصواتہم دلالۃ علی انہم بالغوا فی الجہر فلا یلزم منہ المنع مطلقا یعنی کلمہ رفعوا اصواتہم مین دلالت ہے
کہ اُن لوگون نے جہر مین بہت مبالغہ کیا تھا تو اسقدر چلانے سے ممانعت کرنے کو یہ لازم نہین ہے
کہ مطلقاً ممانعت ہوجاوے۔ اور ملا علی قاری نے حرز ثمین شرح حصن حصین مین لکھا ہے انہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال لبعض صحابہ حین رفعوا اصواتہم علی وجہ المبالغۃ اربعوا علی انفسکم انتہی آنحضرت نے
اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنی جانون پر نرمی کرو جبکہ اُنھون نے نہایت مبالغے سے آوازین بلند
کین (اور بیشک بہت چلانے مین وہ فوائد جہر جو ارباب ذکر نے طالبین سالک کے لیے تجویز فرمائے
ہین باقی نہین رہتے پس ارشاد حضور کا کہ اپنی جانون پر نرمی کرو ممانعت جہر کے لیے نہ تھا بلکہ
تحفظ فوائد جہر کے لیے تھا کیا حکیم مریض سے کہے کہ پانی بہت نہ پیا کرو تو اُس کے
یہ معنے ہونگے کہ بالکل پانی پیو ہی نہین) **جواب دوم** بعض امور شاقہ اگرچہ فی نفسہ مستحسن و موجب
ثواب جمیل بھی ہون مگر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنظر شفقت اُنسے ہمکو روک بھی دیا کرتے
ہین چنانچہ سارا مال خدا کی راہ مین دینے اور تمام رات جاگنے اور برابر روزہ رکھنے اور رہبانیت سے
منع فرمایا اور بخوف وجوب نماز شب باہر تشریف نہ لائے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے پس ظن قوی ہے کہ یہ نہی
بھی اسی قبیل سے ہوگی جب حضور رحمۃ للعالمین نے صحابہ کو دیکھا کہ باوجود کربت و مصائب و مشقت سفر ہر ہر
قدم پر نعرہای بلند لگاتے ہین اور محنت پر محنت اُٹھاتے ہین تو بمقتضای رحمت عامہ و شفقت تامہ نرمی
اور آسانی کی ہدایت فرمائی چنانچہ شیخ دہلوی رح مشکوۃ کی شرح مین تحریر فرماتے ہین اربعوا اشارۃ الی ان
المنع من الجہر للتیسیر و الارفاق لا لکون الجہر غیر مشروع کلمہ اربعوا مین اشارہ ہے
کہ جہر سے ممانعت آسانی اور نرمی کے لیے ہی نہ یہ کہ جہر مشروع نہین۔ **جواب سوم** اگر حضور کا انکو منع

منع فرماتے اور اسی طرح ثابت رکھتے تو وہم ہوتا کہ حالت سفر مین یا گھاٹیون پر چڑھنے کے وقت ذکر جہری مسنون ہے کیونکہ سُنت ہوتا جس طرح قول و فعل نبوی سے ثابت ہوتا ہی ایسی ہی تقریر سے ثابت رکھنے سے بھی ہوتا ہی اسی لیے آنحضرت نے شفقۃً جہر سے روکدیا کہ مبادا امت مشقت مین پڑ جائے پس اس سے حرمت و کراہت جہر ثابت نہین ہوتی **جواب چہارم** علت غائی جہر مفرط سے یہہ ہی کہ سخت دلی ٹوٹ جائے فرمایا ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے دل تمھارے۔ مگر صحابہ بہ برکت صحبت نبوی سنگ خارا کو موم بنا دیتے تھے انکو قساوت قلبی سے کیا سروکار تھا لہذا جہر مفرط کی نہ حاجت تھی نہ اجازت **جواب پنجم** مشرکین کا یہ اعتقاد تھا کہ اللہ تعالی پکار کو سنتا ہی آہستہ نہین سُنتا اور زمرۂ اصحاب مین نو مسلم برابر ہوا کرتے پس حضور نے احتیاطاً جہر مفرط سے روکا کہ وہ اعتقاد باطل جڑ سے اکھڑ جائے جیسا کہ ابتدای اسلام مین زیارت قبور سے نہی فرمائی پھر اجازت دیدی اور جب شراب حرام ہوئی اُسکے برتنونکا استعمال بھی ممنوع ہو گیا پھر اجازت دی گئی **جواب ششم** علما فرماتے ہین کہ بعض اوقات حضور منتظر وحی ہوتے اُسوقت جہر مفرط سے مزاج نازک کو گونہ تشویش لاحق ہوتی پس ایسی حالت مین جہر سے روکے گئے یہ قضیۂ شخصیہ ہی کلیہ نہین **جواب ہفتم** حضور نے بعض مین شائبۂ ریا معلوم کیا پس بطور موعظت و علاج مرض نخوت فرمائی ہکذا فی النور الساطع **جواب ہشتم** بعض امور بالاتفاق حسن لعینہ ہین مگر شارع نے کسی مصلحت سے کسی وقت اُسے منع کر دیا ہی جیسے نماز کہ باتفاق امت فرض و بہترین حسنات ہی مگر طلوع و غروب و استوای شمس مین ممانعت آگئی اور مقبرے اور مذبح اور حمام مین ایسے ہی حیض و نفاس و سکر و حدث کے حال مین روکدیا۔ قرآن کا پڑھنا حالت جنابت اور رکوع و سجود مین جائز نہین رکھا گیا لیکن یہ نہی صرف انہین حالات مذکورہ کی ساتھ مختص سمجھی جاتی ہی اور کوئی اسوجہ سے نماز و قرآن کو ناجائز نہین کہہ سکتا ایسی ہی نہی جہر کہ حقیقت مین مستحسن ہے مگر بعض حالات مین نامشروع۔ چونکہ حضور غارت و قتل اعدا

کر لیے جاتے اس حال مین اگر ذکر بالجہر کی اجازت دیجاتی تو کفار مطلع ہو کر ہوشیار ہوجاتے لہذا واقعت کیلئی الحرب خدعۃ ایسی ہی تاویل کی ہے ابن حجر اور ابن کمال اور علینی نے چوتھی دلیل منکرین جہر کی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الذکر الخفی وخیر الرزق ما یکفی بہتر ذکر خفی ہے اور بہتر رزق کافی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ذکر جہری شر ہے اور شر حرام ہے یا مکروہ **جواب اول** یہ حدیث اگرچہ بعض محدثین نے ذکر کی ہے مگر حفاظ حدیث کے نزدیک غیر ثابت چنانچہ حجۃ الذاکرین مین مذکور ہے پس ہمکا معرض استدلال مین لانا غیر صحیح ہے یہ کلیہ مسلمات سے ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال **جواب دوم** خیریت ذکر خفی بمقابلہ جہری تب ہی ہے کہ جہر سے نمازیون کی نماز مین خلل پڑتا ہو یا سونے والون کو اذیت پہونچے یا خوف ریا کا ہو اور جبکہ مفاسد مذکورہ سے خالی ہو علمای محققین کے نزدیک جہر خفی سے افضل ہے بچند وجوہ سلہ جہر مین سخت دلی کا توڑنا ہے جیسا کہ احیاء العلوم مین مرقوم ہے سلہ حدیث مین آیا ہے الاجر بقدر المشقۃ ثواب بقدر مشقت ملتا ہے سلہ تعدیہ یعنی سامعین بھی بطفیل ذاکر اجر و ثواب سماعت پاینگے اور حدیث مین آیا ہے خیر الناس من ینفع الناس سلہ جہر ہمت کو جمع کرتا ہے اور انتشار حواس سے باز رکھتا ہے سلہ نیند دور ہوجاتی ہے اور کان بھی مائل کر رہتے ہین نشاط خاطر بڑھ جاتی ہے اور یہ سب مستحسن ہین وللوسائل حکم المقاصد وسیلہ حکم مقصود مین ہے پس جہر بھی مستحسن ہے جیسا کہ فتاوای خیریہ مین ہے صاحب صحاح و ابو حیان نے لکھا کہ کلمہ خیر دو طرح پر مستعمل ہوتا ہے کبھی معنے تفضیل مراد ہوتے ہین کبھی معنے افضلیت صورت اولی کی ضد شر محض ہے اور صورت ثانیہ مین ضد بھی خیر ہوتی ہے کچھ مقابل سے کم پس کلمہ خیر حدیث مذکور مین دوسرے معنون پر محمول ہے اور اس صورت مین غایت ما فی الباب افضلیت ذکر خفی بمقابلہ جلی ثابت ہوجائیگی۔ و لا ضیر فیہ **پانچوین دلیل منکرین جہر کی** ولا تجہر بصلاتک ولا تخافت بہا وابتغ بین ذلک سبیلا نماز میں چلا کر پڑھو نہ بالکل خاموش بلکہ درمیان کی راہ اختیار کرو اسمین جہر کی نفی نکلتی ہے پہلا جواب اسپاہ یہ کہ یہہ جہر مفرط کے معنے پر دال ہے مطابق پڑھین یعنی درمیان کی راہ سے

ظاہر ہوا دوسرا جواب یہ آیت تب نازل ہوئی تھی جب حضور مکہ معظمہ میں تھے اور کفار سے چھپکر نماز و
ذکر کرتے جب آپ نماز میں جہر فرماتے کفار قرآن اور منزل قرآن کو برا بھلا کہتے یہ حکم ہوا اسے بخاری اور ترمذی نے
بیان کیا پس نہی بعلت گستاخی و ایذا رسانی کفار تھی اور اب وہ فساد پایا نہیں جاتا ارتفاع علت سے ارتفاع
معلول بالاتفاق ثابت ہی ایسا ہی ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہی **تیسرا جواب** آیۂ کریمہ دعا میں نازل ہوئی ذکر
میں اسکا غذکور ہی کیا ہی جیسا کہ حضرت عائشہ اور نخعی اور مجاہد کا قول ہی اور یہی ہی معالم میں پس صرف اسیقدر
ثابت ہوا کہ دعا چلا کر نہ کیا کرو اور دعا آہستہ ہی مانگنا بہتر ہی صرف بغرض تعلیم و طلب تامین وغیرہ جہر بھی ہی
چھٹی دلیل منکرین جہر کی اثر عبد اللہ بن مسعود ہی جسکا مطلب یہ ہی کہ آپ نے ایک جماعت کو باواز
بلند ذکر کرتے دیکھا اور مسجد سے نکالدیا اس سے ثابت ہوا کہ ذکر جہری نامشروع ہی **جواب ۱** پہلے تو یہ اثر صرف
بعض فقہا کے کتب فتاوے میں منقول ہی کتب حدیث میں اسکا اثر بھی نہیں بلکہ اسکے خلاف اخبار موجود ہیں
علامہ سیوطی سبحۃ الفکر میں لکھتے ہیں کہ اثر ابن مسعود بیان سند کا محتاج ہی اور میں نے وہ روایت دیکھی ہی جو عدم
ثبوت پر حجت قاطع ہی وہ یہ ہی امام احمد حنبل نے کتاب الزہد میں روایت کی حدثنا حسن بن محمد بسندہ
عن ابی وائل قال ھؤلاء الذین یزعمون ان عبد اللہ کان ینھی عن الذکر ما جالست عبد اللہ مجلسا
قط الا و ذکر اللہ فیہ کہا ابو وائل نے یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود ذکر سے منع
کرتے تھے میں تو عبد اللہ کے پاس کسی مجلس میں نہیں بیٹھا مگر اللہ کا اسمیں ذکر کیا گیا علامہ لکھنوی نے رسالہ
فضل تسبیح و تہلیل میں لکھا ہی کہ اثر ابن مسعود غیر ثابت ہی اس روایت کی وجہ سے جو ابو وائل سے کتاب الزہد
میں منقول ہی تعالیق الانوار حاشیۂ الدر المختار میں ایسا ہی ہی **جواب ۲** اگر یہ اثر ثابت بھی مان لیا جاے
تو احادیث کثیرہ صحیحہ سے مخالفت لازم آئیگی حالانکہ بوقت تعارض وہ مقدم ہی **جواب ۳** یہ اثر صحیح
سہی مگر ہم کہتے ہیں یہ کہاں ہی کہ سبب اخراج صرف جہر ہے شاید کوئی اور علت ہو یا یہ جماعت نماز کے وقت
میں جہر کرتی ہو یا جہر مقرر کرلے ہوں جس سے نماز میں خلل پڑے **ساتویں دلیل منکرین جہر کی** بعض

کتب فقہ مین ہے کہ امام اعظم رح کے نزدیک تکبیرات عید الفطر مین جہر بدعت ہے اور بعض نے بدعت سیئہ لکھا ہے اور آیۂ کریمہ
واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ سے استدلال بھی کیا ہے جواب اسکا چند وجوہ ہے اول تو اسی مین کلام ہے کہ امام کا یہ
مذہب ہے بھی یا نہ اس لیے کہ انکے اسباب مین دو روایتین متناقض آئی ہین ایک موافق صاحبین کے دوسری مخالف
ترجیح مین اختلاف ہے بعض روایت اولی کو صحیح کہتے ہین بعض ثانیہ کو مگر بعد غور و نظر روایت اول چند وجہ ارجح
واقوم معلوم ہوتی ہے وجہ اول امام طحاوی جو اجلۂ محققین سے ہین روایت اولی کو اصح فرماتے ہین چنانچہ چلپی
اور جامع الرموز اور فتاوای برہنہ وغیرہ مین لکھا ہے وجہ دوم کتاب مبسوط مصنفہ امام محمد رح مین جو کتب معتبرہ
مین اعلی درجے کی کتاب ہے اور بوقت تعارض دوسری روایتون پر اسکی روایت ارجح واقدم سمجھی جاتی ہے امام کا
قول صاحبین کے قول کے موافق لکھا ہے چنانچہ دلائل الاذکار مین بھی ہے وجہ سوم روایت ثانیہ معارض ہے
قرآن و حدیث کی اور خود امام رح کا ارشاد ہے کہ جب میرا قول قرآن حدیث کے خلاف پاؤ دیوار سے مارو بلکہ اپنے
ہی قول کے مخالف ہے جو مقابلۂ ثانیہ مین بحوالہ شرح مصفا مذکور ہوا جسمین جہر بالذکر کتاب و سنت سے ثابت
کیا ہے اور مانع جہر کو تعزیر کا حکم دیا ہے پس ان تینون وجہون سے روایت اول قوی ہے وجہ چہارم اگر روایت ثانی
ثابت بھی ہو جائے تب بھی مخالفین کا مقصد حاصل نہین ہو سکتا اس لیے کہ کلام سنیت جہر مین ہے اس موقع خاص
مین مشروعیت مین بالعموم چنانچہ ابن الہمام وغیرہ نے اسکی تصریح کی ہے پس عدم جواز نہین نکلتا یعنی عدم ممانعت
کسی خاص صورت مین عام ممانعت کو لازم نہین ہے حکم بدعت اس مقام پر سوا اسکے نہین ہے کہ اسوقت جہر مسنون
نہین اور جب مسنون نہین تو بدعت ہوگا نہ یہ کہ نفس جہر بدعت ہے ورنہ تخصیص عید الفطر کی نہ ہوتی پس سمجھا گیا
اس روایت ثانیہ سے بھی کہ جہر جائز و مستحب و مشروع ہے تمام صورتون مین مگر ان صورتون مین نہین جہان ممانعت وارد ہو
یا مشروعیت دوسرے طور پر پائی جائے جو ایسی ممانعت کو ممانعت تسلیم کیے ہوئے ہین انھین ضرور کہنا پڑیگا
کہ نماز بھی جائز نہین اس لیے کہ قرآن مین ہے لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاری وجہ پنجم یہ ہے کہ بدعت ہونا
اسکا غیر مسلم ہے کیونکہ بدعت کے دو معنی ہین ایک لغوی یعنی بعد زمانۂ نبوی جو کچھ حادث ہو عبادات سے یا عادات سے

وہ بدعت ہی اور یہ بدعت بمعنی ایجاد تو ممنوع نہیں ورنہ لازم آجاتا ہی ممنوع ہونا کثیر اعمال حسنہ و اساس اسلامیہ کا مثل نحو و فن فقہ و حدیث وغیرہ) پس یہ بدعت کبھی سیئہ ہوتی ہی بانضمام امر ممنوع کبھی حسنہ بنظر افعال حسن و صالح مشروع - دوسرے معنی بدعت کے شرعی ہین یعنی ایسی بات ایجاد کی جائے جو زمانہ خیر القرون مین نہو اور کسی دلیل اربعہ سے اُسکا پتا نہ چلے اور دین مین داخل بھی کیجائے اور یہ معنی جہر بالذکر پر صادق ہی نہین آسکتے کیونکہ جہر خود حضور اقدس سے ثابت ہی اور اگر کوئی کہے کہ عید الفطر مین جہر کرنا حضور اقدس سے ثابت نہین ہی لہذا ہم باعتبار معنی لغوی اسے بدعت کہتے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ اگر اس معنی سے بدعت ٹھہرے گی تو بدعت حسنہ ہوگی جیسے تراویح نہ بدعت سیئہ - بدعت سیئہ تو وہی ہی کہ خدا اور رسول کے حکم سے خلاف ہو اور قرون ثلثہ مین بالکل اُسکا نام و نشان نہو نہ صراحۃً نہ اشارۃً اور یہ خود حضرت عبد اللہ بن عمر سے کہ اکابر صحابہ سے ہین اور انتہا سے زیادہ متبع سنت ثابت ہی چنانچہ عینی نے شرح کنز مین لکھا ہی پس سنت صحابہ مین سے ہی ایسے بدعت سیئہ کہنا بدعت سیئہ ہے

وجہ ششم دلیل پکڑنا آیہ کریمہ فی نفسک تضرعا وخفیہ طرفہ تماشا ہی اس لیے کہ خود امام اعظم رح نے تضرعا وخفیہ سے ذکر جہری و سری ثابت کیا ہی اور یہ لوگ اُسی آیت سے ممانعت جہر نکالتے ہین - اور اس سے بڑھکر یہ ہی کہ امام مانع جہر کو تعزیر کا حکم دیتے ہین اور یہ لوگ اسکا بدعت سیئہ ہونا اُنکا مذہب بتاتے ہین دروغ گویم بر روے تو - اس مسئلے کا حال بعینہ رفع سبابہ کا حال ہی کہ ائمہ ثلثہ کے نزدیک بالاتفاق سنت ہی جیسا کہ امام محمد رح نے موطا مین اور امام ابو یوسف نے امالی مین فرمایا ہی اور فعل بھی اُنکا یہی تھا اسپر بھی بعض لوگ اسے حرام ہی کہتے جاتے ہین اور امام کا مذہب بتاتے ہین جیسا کہ خلاصہ کیدانی وغیرہ سے ظاہر ہی کنز العباد مین ہے اگر گویند علما گفتہ اند التکبیر بالجہر بدعۃ جواب آنکہ نمی شود کہ کل جہر بالتکبیر بدعت باشد از براے آنکہ بعض جہر بالتکبیر واجب و بعض سنت چنانچہ در علم فقہ مسطور ہست پس این جملہ در قوت جزئیہ ست پس تقدیر چنان شود کہ بعضے تکبیر بدعت باشد و بعضے بدعت نیست سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون و سلام علی المرسلین و الحمد للہ رب العالمین

الحمد للہ کہ رسالہ عجالہ باہتمام ناتمام فتح محمد تائب چھپکر تیار ہو گیا

2685